جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، ادبی، تعلیمی اور تربیتی مجلّہ

لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ
القران الحکیم ۶۵:۱۲

شمارہ ستمبر-اکتوبر ۲۰۰۴ء

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ:
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَيَّ
لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِيْهَا؟
قَالَ: قُوْلِي:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ
تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي
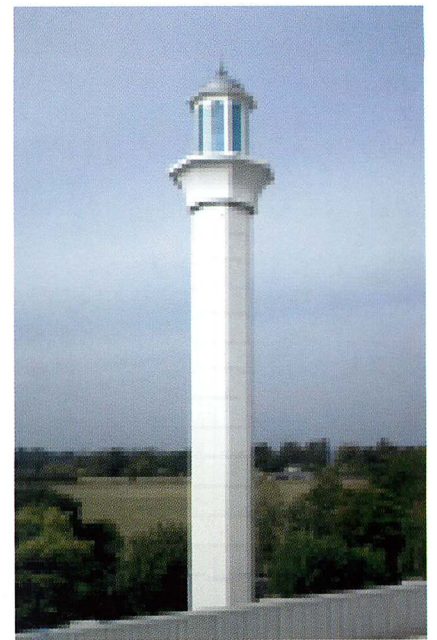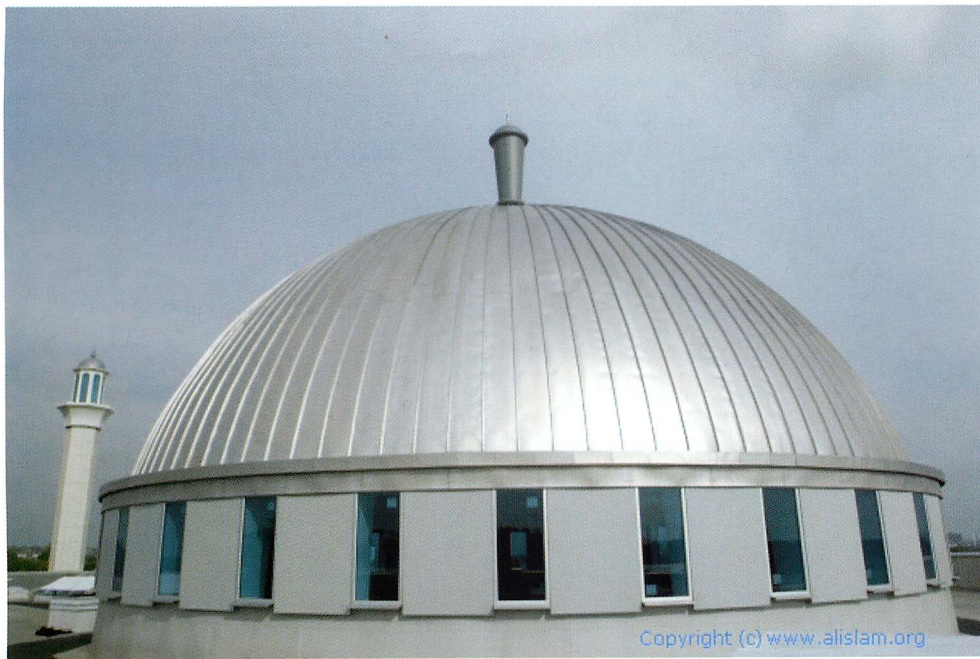
Various view of

Baitul Futuh, Morden, UK
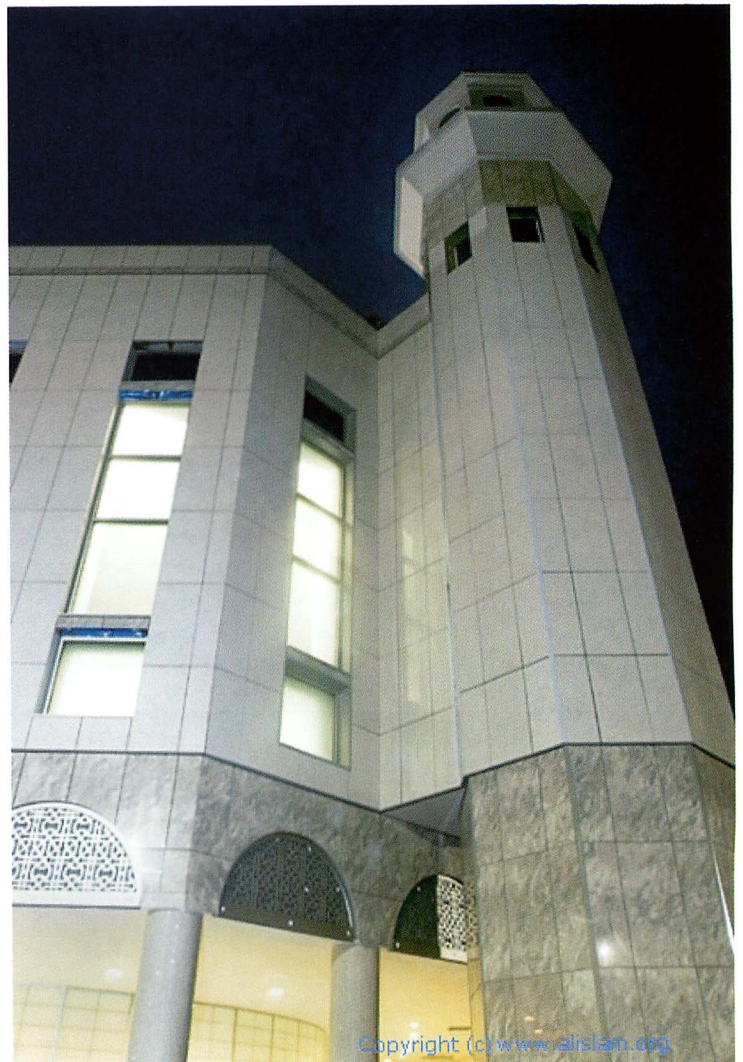
لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (القرآن 65:12)

النـــــور

ستمبر۔اکتوبر 2004

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، تعلیمی، تربیتی اور ادبی مجلہ

نگران اعلیٰ : ڈاکٹر احسان اللہ ظفر

امیر جماعت احمدیہ ،یو۔ایس۔اے

مدیر اعلیٰ : ڈاکٹر نصیر احمد

مدیر : ڈاکٹر کریم اللہ زیروی

ادارتی مشیر : محمد ظفر اللہ ہنجرا

معاونہ : حسنیٰ مقبول احمد

لکھنے کا پتہ : Editors Ahmadiyya Gazette

15000 Good Hope Road

Silver Spring, MD 20905

karimzirvi@yahoo.com

فہرست

قرآن کریم

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ---

(البقرہ:184۔186)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا (اسی طرح) فرض کیا گیا ہے جس طرح اُن لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں تا کہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو (سوتم روزے رکھو) چند گنتی کے دن۔ اور تم میں سے جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو (اُسے) اور دنوں میں تعداد (پوری کرنی) ہوگی اور اُن لوگوں پر جو اس (یعنی روزہ) کی طاقت نہ رکھتے ہوں (بطور فدیہ) ایک مسکین کا کھانا دینا (بشرط استطاعت) واجب ہے اور جو شخص پوری فرمانبرداری سے کوئی نیک کام کرے گا تو اُس کے لئے بہتر ہوگا اور اگر تم علم رکھتے ہو تو (سمجھ سکتے ہو کہ) تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ رمضان کا مہینہ وہ (مہینہ) ہے جس کے بارہ میں قرآن (کریم) نازل کیا گیا ہے، (وہ قرآن) جو تمام انسانوں کے لئے ہدایت (بنا کر بھیجا گیا) ہے اور جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے۔ (ایسے دلائل) جو ہدایت پیدا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی قرآن میں الٰہی نشان بھی ہیں اس لئے تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو (اس حال میں) دیکھے (کہ نہ مریض ہو نہ مسافر) اُسے چاہیئے کہ وہ اس کے روزے رکھے۔

احادیث نبوی

صلی اللہ علیہ وسلم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ادخل رمضانُ فُتِحَتْ ابواب الجنّة و غُلِقَتْ ابواب جهنم و سُلْسِلَتِ الشياطين.

(بخاری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنّم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو بیڑیاں پڑ جاتی ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الجنّة ثمانييَةُ ابوابٍ منها بابٌ يسمّى الرَّيانُ لا يد خلهُ الّا الصائمون.

(بخاری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ اُن میں سے ایک کا نام ریان (سیرابی کا دروازہ) ہے۔ اِس میں سے روزہ دار گزر کر جنت میں داخل ہونگے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلّ عمل ابن اٰدم يضاعف الحسنة بعشر امثالها الیٰ سبعما ئة ضعفٍ قال اللہ تعالیٰ الّا الصوم فانهٗ لی و انا اُجزی بهٖ يدع شهوته و طعامه من اجلی للصائم فرحتان فرحةٌ عند فطرهٖ و فرحةٌ عند لقاء ربّهٖ.

(بخاری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کو ہر نیکی پر دس سے سات سو گنا تک ثواب ملتا ہے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ کی جزاء خود میری ذات ہے یعنی روزہ دار میری ملاقات سے مشرف ہوگا کیونکہ اپنی خواہشات اور کھانے پینے کو میری رضا کی خاطر ترک کرتا ہے۔ روزہ دار کو دو راحتیں اور دو خوشیاں میسّر آتی ہیں، ایک اُس وقت جب وہ روزہ کھول رہا ہوتا ہے اور پانی پی کر یا کھانا کھا کر راحت پاتا ہے اور دوسرے اُس وقت جب کہ اُسے میری ملاقات نصیب ہوگی اور میرے حضور حاضر ہونے کی سعادت حاصل کرے گا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللہ عَنْهَا قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللہِاَرَاَیْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَیَّ لَیْلَةٍ لَیْلَةُ الْقَدْرِ مَااَقُوْلُ فِیْهَا؟ قَالَ: قَوْلِیْ: اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ.

(ترمذی کتاب الدعوات)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا۔ اے اللہ کے رسول! اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ لیلۃ القدر ہے تو اس میں مَیں کیا دعا مانگوں۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ تم یوں دعا کرنا: اے میرے خدا تُو بخشنے والا ہے، بخشش کو پسند کرتا ہے۔ مجھے بخش دے اور میرے گناہ معاف کر دے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِیْ السُّحُوْرِ بَرَکَةً.

(بخاری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزے کے دنوں میں سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھا کر روزہ رکھنے میں برکت ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : لَا یَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَا عَجَّلُوْا الفِطْرَ.

(بخاری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ افطار کرنے میں جب تک لوگ جلدی کرتے رہیں گے اس وقت تک خیر و برکت، بھلائی اور بہتری حاصل کرتے رہیں گے۔

روزہ

ارشاداتِ عالیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

انسانی فطرت میں ھے کہ جس قدر کم کھاتا ھے اسی قدر تزکیہ نفس ھوتا ھے اور کشفی قوتیں بڑھتی ھیں

''تیسری بات جو اسلام کا رُکن ہے وہ روزہ ہے۔ روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہیئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اُسے چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو رُوح کی تسلّی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نِرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 102)

جس طرح بہت دھوپ کیساتھ آسمان پر بادل جمع ہو جاتے ہیں اور بارش کا وقت آجاتا ہے۔ ایسا ہی انسان کی دعائیں ایک حرارتِ ایمان پیدا کرتی ہیں اور پھر کام بن جاتا ہے۔ نماز وہ ہے جس میں سوزش اور گدازش کے ساتھ اور آداب کے ساتھ انسان خدا کے حضور میں کھڑا ہوتا ہے۔ جب انسان بندہ ہو کر لا پرواہی کرتا ہے تو خدا کی ذات بھی غنی ہے۔ ہر ایک امت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اس میں توجہ الی اللہ قائم رہتی ہے۔ ایمان کی جڑ بھی نماز ہے۔ بعض بیوقوف کہتے ہیں کہ خدا کو ہماری نمازوں کی کیا حاجت ہے۔ اے نادانو! خدا کو تو حاجت نہیں مگر تم کو تو حاجت ہے کہ خدا تعالیٰ تمہاری طرف توجہ کرے۔ خدا کی توجہ سے بگڑے ہوئے کام سب درست ہو جاتے ہیں روزہ اور نماز ہر دو عبادتیں ہیں۔ روزے کا زور جسم پر ہے اور نماز کا زور رُوح پر ہے۔ نماز سے ایک سوز و گداز پیدا ہوتا ہے اس واسطے وہ افضل ہے۔ روزے سے کشوف پیدا ہوتے ہیں۔ مگر یہ کیفیت بعض دفعہ جوگیوں میں بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ لیکن روحانی گدازش جو دعاؤں سے پیدا ہوتی ہے اس میں کوئی شامل نہیں۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 292)

خطبہ جمعہ

روزہ ڈھال ہے اور اس کی جزا خود اللہ تعالیٰ ہے

رمضان میں نمازوں، تہجد، نوافل کا اہتمام اور قرآن کریم کی تلاوت کا ایک دَور کریں

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المؤمنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ 24/اکتوبر 2003ء بمطابق 24/اخاء 1382 ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

تشہد،تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل آیت کی تلاوت کی:۔

اور پھر فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ وَعَلَي الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ۭ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ۭ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

(البقرہ:184-185)

دو تین دن تک انشاء اللہ رمضان شروع ہو رہا ہے یہ برکتوں والا مہینہ اپنے ساتھ بے شمار برکتیں لے کر آتا ہے اور مومنوں اور تقویٰ پر قدم مارنے والوں، تقویٰ کی زندگی بسر کرنے والوں، ان دنوں میں خدا تعالیٰ کی خاطر روزہ رکھنے والوں کو بے انتہا برکتیں دے کر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ برکتیں سمیٹنے کی توفیق دے۔

یہ آیات جو ابھی میں نے تلاوت کی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ گنتی کے چند دن ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔ اور جو لوگ اس کی طاقت نہ رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔ پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کے لئے بہت اچھا ہے۔ اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

تو جو یہ فرمایا کہ ایمان لانے والو! یہ ایمان لانے والے کون لوگ ہیں۔ اس بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال ان کے ایمان پر گواہی دیتے ہیں۔ جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اس کی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں۔ اور تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کے لئے اختیار کرتے ہیں۔ اور اس کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر ایک چیز جو بُت کی طرح روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمال فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو سب کو اپنے تئیں دور تر لے جاتے ہیں''۔

تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مومن کے بارہ میں اس تعریف سے مزید وضاحت ہوگئی کہ مومن بننا اتنا آسان کام نہیں۔ تمہیں تقویٰ کی باریک راہوں کو اختیار کرنا ہوگا تو پھر مومن کہلا سکو گے۔ تو یہ تقویٰ کی باریک راہیں ہیں کیا؟ فرمایا: یہ راہیں تم تب حاصل کر سکتے ہو جب تمہاری اپنی مرضی کچھ نہ ہو بلکہ اب تمہارا ہر کام ہر عمل خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہو۔ اگر خدا تعالیٰ تمہیں روکتا ہے کہ گو کھانا تمہاری صحت کے لئے اچھا ہے، حلال کھانا جائز ہے لیکن میری رضا کی خاطر تمہیں اب اس ایک مہینے میں کچھ وقت کے لئے کھانے سے ہاتھ روکنے پڑیں گے۔ تو جو چیزیں تمہارے لئے حلال ہیں وہ بھی فجر سے لے کر مغرب تک تم پر حرام ہیں۔ اب تمہیں میری رضا کی خاطر ان جائز اور حلال چیزوں کو بھی چھوڑنا

پڑے گا۔ ہر قسم کی سستی کو ترک کرنا پڑے گا، چھوڑنا پڑے گا۔ یہ نہیں کہ میرے حکموں کو سُستی اور لاپرواہی کی وجہ سے ٹال دو۔ اگر تم رمضان کے مہینے میں لاپرواہی سے کام لوگے اور روزے کو کچھ اہمیت نہیں دو گے۔ یا اگر روزے رکھ لو گے اس لئے کہ گھر میں سب رکھ رہے ہیں، شرم میں رکھ لوں اور نمازوں میں سستی کر جاؤ، قرآن کریم کا بھی رمضان میں ہر ایک کو کم از کم ایک دور مکمل کرنا چاہئے۔ تو یہ تمہارے روزے خدا کی خاطر نہیں ہوں گے اگر یہ سستی ہوتی رہی۔ یہ تو دنیا دکھاوے کے روزے ہیں۔ اسی لئے حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ضرورت نہیں ہے کہ ایسے لوگوں کو بھوکا پیاسا رکھے یا ایسے لوگوں کے بھوکا پیاسا رہنے سے تمہارے اللہ تعالیٰ کو کوئی دلچسپی نہیں ہے کیونکہ ایسے لوگ تو مومن ہی نہیں ہیں۔ اور روزے تو مومن اور تقویٰ اختیار کرنے والوں پر فرض کئے گئے ہیں۔ بعض لوگ صرف سستی کی وجہ سے روزے چھوڑ رہے ہوتے ہیں۔ نیند بہت پیاری ہے، کون اٹھے، روزے میں ذرا سی تھکاوٹ یا بھوک برداشت نہیں کر رہے ہوتے اس لئے روزے چھوڑ رہے ہوتے ہیں۔ تو یہ سب باتیں ایسی ہیں جو ایمان سے دور لے جانے والی ہیں اس لئے فرمایا ہے کہ ایمان مکمل طور پر تقویٰ اختیار کرنے سے پیدا ہوتا ہے اور روزے رکھنے سے جس طرح کہ روزے رکھنے کا حق ہے، نوافل کے لئے اٹھو، نمازوں میں باقاعدگی اختیار کرو، قرآن کریم کی باقاعدہ تلاوت کرو، اس کو سمجھنے کی کوشش کرو، اس سے تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہوگا۔ اور جب تقویٰ پیدا ہوگا تو اتنا ہی زیادہ تمہارا ایمان مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے گا۔ فرمایا کہ یہی ایمان اور تقویٰ میں ترقی کرنے کے گُر ہیں کہ تم خدا کی خاطر اپنے آپ کو جائز چیزوں سے بھی روکو اور تم سے پہلے جو لوگ تھے، جو مذاہب تھے ان سب میں روزوں کا حکم تھا۔ اور ان میں سے بھی وہی لوگ ایمان اور تقویٰ میں ترقی کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے روزہ رکھنے کے فرض کو بجالاتے تھے۔ اور تمہارے لئے تو زیادہ بہتر رنگ میں اور زیادہ معین رنگ میں روزوں کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری رضا کی خاطر روزے رکھنے والوں کی جزا بھی مَیں خود ہوں۔ اور جس کا اجر، جس کی جزا خدا تعالیٰ خود بن جائے اس کو اور کیا چاہیئے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ روزے اس طرح رکھو جو روزے رکھنے کا حق ہے۔

حدیث میں آتا ہے (حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں) کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں رکھے اور اپنا محاسبہ نفس کرتے ہوئے رکھے اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اگر تمہیں معلوم ہوتا کہ رمضان کی کیا کیا فضیلتیں ہیں تو تم ضرور اس بات کے خواہشمند ہوتے کہ سارا سال ہی رمضان ہو۔ تو یہاں دو شرطیں بیان کی گئی ہیں۔ پہلی یہ کہ ایمان کی حالت اور دوسری ہے محاسبہ نفس۔ اب روزوں میں ہر شخص کو اپنے نفس کا بھی محاسبہ کرتے رہنا چاہیئے۔ دیکھتے رہنا چاہیئے کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے اس میں مَیں جائزہ لوں کہ میرے میں کیا کیا برائیاں ہیں، ان کا جائزہ لوں۔ ان میں سے کون کون سی برائیاں ہیں جو مَیں آسانی سے چھوڑ سکتا ہوں ان کو چھوڑوں۔ کون کون سی نیکیاں ہیں جو مَیں نہیں کر سکتا یا مَیں نہیں کر رہا۔ اور کون کون سی نیکیاں ہیں جو مَیں اختیار کرنے کی کوشش کروں۔ تو اگر ہر شخص ایک دو نیکیاں اختیار کرنے کی کوشش کرے اور ایک دو برائیاں چھوڑنے کی کوشش کرے اور اس پر پھر قائم رہے تو سمجھیں کہ آپ نے رمضان کی برکات سے ایک بہت بڑی برکت سے فائدہ اٹھالیا۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا:۔

’’تمہارا یہ مہینہ تمہارے لئے سایہ فگن ہوا ہے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حلفی ارشاد ہے کہ مومنوں کے لئے اس سے بہتر مہینہ کوئی نہیں گزرا اور منافقوں کے لئے اس سے بُرا مہینہ کوئی نہیں گزرا۔ اس مہینے میں داخل کرنے سے قبل ہی اللہ عزوجل مومن کا اجر اور نوافل لکھ دیتا ہے جبکہ منافق (کے گناہوں) کا بوجھ اور بدبختی لکھ لیتا ہے۔ اس طرح کہ مومن مالی قربانیوں کے لئے اپنی طاقت تیار کرتا ہے اور منافق غافل لوگوں کی اتباع اور ان کے عیوب کی پیروی میں قوت بڑھاتا ہے۔ پس درحقیقت یہ حالت مومنوں کے لئے غنیمت اور فاجر کے لئے (اس کے مطابق) سازگار ہوتی ہے۔‘‘

(مسند احمد)

اب مالی قربانیوں میں بھی صدقہ و خیرات وغیرہ بہت زیادہ دینے چاہئیں۔ آنحضرت ﷺ کے بارہ میں آتا ہے کہ ان دنوں آپ کا ہاتھ بہت کھلا ہو جاتا تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ روزوں کی فضیلت اور اس کے فرائض پر لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ کے الفاظ میں روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ روزے تم پر اس لئے فرض کئے گئے ہیں تاکہ تم بچ جاؤ۔ اس کے کیا معنے ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ایک تو اس کے یہی معنے ہیں کہ ہم نے تم پر اس لئے روزے فرض کئے ہیں تاکہ تم ان قوموں کے اعتراضوں سے بچ جاؤ جو روزے رکھتی رہی ہیں بھوک

اور پیاس کی تکلیف کو برداشت کرتی رہی ہیں، جو موسم کی شدت کو برداشت کر کے خدا تعالیٰ کو خوش کرتی رہی ہیں۔ اگر تم روزے نہیں رکھو گے تو وہ کہیں گی کہ تمہارا دعویٰ ہے کہ ہم باقی قوموں سے روحانیت میں بڑھ کر ہیں لیکن وہ تقویٰ تم میں نہیں جو دوسری قوموں میں پایا جاتا تھا۔ پھر لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ میں دوسرا اشارہ اس امر کی طرف کیا گیا ہے کہ اس ذریعہ سے خدا تعالیٰ روزے دار کا محافظ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اتقاء کے معنے ہیں ڈھال بنانا، نجات کا ذریعہ بنانا وغیرہ۔ پس اس آیت کے معنے یہ ہوئے کہ تم پر روزے رکھنے اس لئے فرض کئے گئے ہیں تا کہ تم خدا تعالیٰ کو اپنی ڈھال بنا لو اور ہر شر سے اور ہر خیر کے فقدان سے محفوظ رہو۔۔۔۔ روزہ ایک دینی مسئلہ ہے۔ یا بلحاظِ صحتِ انسانی دنیوی امور سے بھی کسی حد تک تعلق رکھتا ہے۔ پس لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کے یہ معنے ہوئے کہ تا تم دینی اور دنیوی شرور سے محفوظ رہو۔ دینی خیر و برکت تمہارے ہاتھ سے نہ جاتی رہے یا تمہاری صحت کو نقصان نہ پہنچ جائے۔ کیونکہ بعض دفعہ روزے کئی قسم کے امراض سے نجات دلانے کا بھی موجب ہو جاتے ہیں۔۔۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ صحت کی حالت میں جب روزے رکھے جائیں تو دوران رمضان بے شک کچھ کوفت محسوس ہوتی ہے مگر رمضان کے بعد جسم میں ایک نئی قوت اور تروتازگی پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا احساس ہونے لگتا ہے۔ یہ فائدہ تو صحتِ جسمانی کے لحاظ سے ہے مگر روحانی لحاظ سے اس کا یہ فائدہ ہے کہ جو لوگ روزے رکھتے ہیں خدا تعالیٰ ان کی حفاظت کا وعدہ فرماتا ہے۔ اس لئے روزوں کے ذکر کے بعد خدا تعالیٰ نے دعاؤں کی قبولیت کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ میں اپنے بندوں کے قریب ہوں اور ان کی دعاؤں کو سنتا ہوں۔ پس روزے خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے والی چیز ہیں اور روزے رکھنے والا خدا تعالیٰ کو اپنی ڈھال بنا لیتا ہے جو اسے ہر قسم کے دکھوں اور شرور سے محفوظ رکھتا ہے۔

(تفسیرِ کبیر جلد دوم صفحہ 374-375)

پھر اسی کی مزید وضاحت کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:۔

"لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ میں ایک اور فائدہ یہ بتایا کہ روزہ رکھنے والا برائیوں اور بدیوں سے بچ جاتا ہے اور یہ غرض اس طرح پوری ہوتی ہے کہ دنیا کے انقطاع کی وجہ سے انسان کی روحانی نظر تیز ہو جاتی ہے اور وہ ان عیوب کو دیکھ لیتا ہے جو اسے پہلے نظر نہ آتے تھے۔ اسی طرح انسان گناہوں سے اس طرح بھی بچ جاتا ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا ہے روزہ اس چیز کا نام نہیں کہ کوئی شخص اپنا مونہہ بند رکھے اور سارا دن نہ کچھ کھائے اور نہ پئے بلکہ روزہ یہ ہے کہ مونہہ کو صرف کھانے پینے سے ہی نہ روکا جائے بلکہ اسے ہر روحانی نقصان دہ اور ضرر رساں چیز سے بھی بچایا جائے۔ نہ جھوٹ بولا جائے، نہ گالیاں دی جائیں، نہ غیبت کی جائے، نہ جھگڑا کیا جائے۔ اب دیکھو زبان پر قابو رکھنے کا حکم تو ہمیشہ کے لئے ہے لیکن روزہ دار خاص طور پر اپنی زبان پر قابو رکھتا ہے کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اب یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ روزے دار گالی دیتا ہے، جھگڑا کرتا ہے، غیبت کرتا ہے، چغلی کرتا ہے تو ان حالتوں میں بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ تو یہ بڑی باریک دیکھنے والی چیز ہے۔ اور اگر کوئی شخص ایک مہینہ تک اپنی زبان پر قابو رکھتا ہے تو یہ امر باقی گیارہ مہینوں میں بھی اس کے لئے حفاظت کا ایک ذریعہ بن جاتا ہے اور اس طرح روزہ اسے ہمیشہ کے لئے گناہوں سے بچا لیتا ہے"۔

(تفسیرِ کبیر جلد دوم صفحہ 377)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"روزوں کا ایک اور فائدہ یہ بتایا گیا ہے کہ اس کے نتیجہ میں تقویٰ پر ثبات قدم حاصل ہوتا ہے اور انسان کو روحانیت کے اعلیٰ مدارج حاصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ روزوں کے نتیجہ میں صرف امراء ہی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کر سکتے بلکہ غرباء بھی اپنے اندر ایک نیا روحانی انقلاب محسوس کرتے ہیں اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کے وصال سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ غرباء بے چارے سارا سال تنگی سے گزارہ کرتے ہیں اور بعض دفعہ انہیں کئی کئی فاقے بھی آ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے ذریعہ انہیں توجہ دلائی ہے کہ وہ ان فاقوں سے بھی ثواب حاصل کر سکتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے لئے فاقوں کا اتنا بڑا ثواب ہے کہ حدیث میں آتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اَلصَّوْمُ لِيْ وَاَنَا اُجْزٰى بِهٖ" یعنی ساری نیکیوں کے فوائد اور ثواب الگ الگ ہیں لیکن روزہ کی جزا خود میری ذات ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے ملنے کے بعد انسان کو اور کیا چاہیئے۔ غرض روزوں کے ذریعہ غرباء کو یہ نکتہ دیا گیا ہے کہ ان تنگیوں پر بھی اگر وہ بے صبر اور ناشکرے نہ ہوں اور حرف شکایت زبان پر نہ لائیں جیسا کہ بعض نادان کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے کیا دیا ہے کہ نمازیں پڑھیں اور روزے رکھیں تو یہی فاقے ان کے لئے نیکیاں بن جائیں گی (اگر وہ حرف شکایت زبان پر نہ لائیں) اور ان کا بدلہ خود خدا تعالیٰ ہو جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے روزوں کو غرباء کے لئے تسکین کا موجب بنایا ہے تا کہ وہ مایوس نہ ہوں اور یہ نہ کہیں یہ ہماری فقر و فاقہ کی زندگی کس کام کی؟ اللہ تعالیٰ نے

روزے میں انہیں یہ گُر بتایا ہے کہ اگر وہ اس فقر و فاقہ کی زندگی کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق گزاریں تو یہی انہیں خدا تعالیٰ سے ملا سکتی ہے۔''

(تفسیرِ کبیر صفحہ 377-378)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں کہ:

''روزہ کی حقیقت کہ اس سے نفس پر قابو حاصل ہوتا ہے اور انسان متقی بن جاتا ہے۔ اس سے پیشتر کے رکوع میں رمضان شریف کے متعلق یہ بات مذکور ہے کہ انسان کو جو ضرورتیں پیش آتی ہیں ان میں سے بعض تو شخصی ہوتی ہیں اور بعض نوعی اور بقائے نسل کی شخصی ضرورتوں میں جیسے کھانا پینا ہے اور نوعی ضرورت جیسے نسل کے لئے بیوی سے تعلق۔ ان دونوں قسم کی طبعی ضرورتوں پر قدرت حاصل کرنے کی راہ روزہ سکھاتا ہے اور اس کی حقیقت یہی ہے کہ انسان متقی بننا سیکھ لیوے۔ آج کل تو دن چھوٹے ہیں۔ (اور اتفاق سے یہ دن بھی رمضان کے سردیوں میں ہی ہیں اور یہ بھی چھوٹے ہیں)۔ سردی کا موسم ہے اور ماہ رمضان بہت آسانی سے گزرا مگر گرمی میں جو لوگ روزہ رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ بھوک پیاس کا کیا حال ہوتا ہے۔ اور جوانوں کو اس بات کا علم ہوتا ہے کہ اُن کو بیوی کی کس قدر ضرورت پیش آتی ہے۔ جب گرمی کے موسم میں انسان کو پیاس لگتی ہے۔ ہونٹ خشک ہوتے ہیں، گھر میں دودھ، برف، مزیدار شربت موجود ہیں مگر ایک روزہ دار ان کو نہیں پیتا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس کے مولیٰ کریم کی اجازت نہیں کہ ان کو استعمال کرے۔ بھوک لگتی ہے ہر ایک قسم کی نعمت زردہ، پلاؤ، قورمہ، فرنی وغیرہ گھر میں موجود ہیں۔ اگر نہ ہوں تو ایک آن میں اشارہ سے تیار ہو سکتے ہیں مگر روزہ دار ان کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتا۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ اسے مولیٰ کریم کی اجازت نہیں۔ پھر فرمایا کہ روزہ دار مرد اپنی بیویوں کے قریب نہیں جاتے صرف اس لئے کہ اگر جاؤں گا تو خدا تعالیٰ ناراض ہوگا، اس کی حکم عدولی ہوگی۔ ان باتوں سے روزہ کی حقیقت ظاہر ہے کہ جب انسان اپنے نفس پر یہ تسلط پیدا کر لیتا ہے کہ گھر میں اس کی ضرورت اور استعمال کی چیزیں موجود ہیں مگر اپنے مولیٰ کی رضا کے لئے وہ حسبِ تقاضائے نفس ان کو استعمال نہیں کرتا تو جو اشیاء اس کو میسر نہیں ان کی طرف نفس کو کیوں راغب ہونے دے گا۔ رمضان شریف کے مہینہ کی بڑی بھاری تعلیم یہ ہے کہ کیسی ہی شدید ضرورتیں کیوں نہ ہوں مگر خدا کو ماننے والا خدا ہی کی رضامندی کے لئے ان سب پر پانی پھیر دیتا ہے اور ان کی پرواہ نہیں کرتا۔ قرآن شریف روزہ کی حقیقت اور فلاسفی کی طرف خود اشارہ فرماتا ہے اور کہتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔

روزہ تمہارے لئے اس واسطے ہے کہ تقویٰ سیکھنے کی تم کو عادت پڑ جاوے۔ ایک روزہ دار خدا کے لئے ان تمام چیزوں کو ایک وقت ترک کرتا ہے جن کو شریعت نے حلال قرار دیا ہے اور ان کے کھانے پینے کی اجازت دی ہے صرف اس لئے کہ اس وقت میرے مولیٰ کی اجازت نہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ پھر وہی شخص ان چیزوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرے جن کی شریعت نے مطلق اجازت نہیں دی اور وہ حرام کھاوے پیوے اور بدکاری میں شہوت کو پورا کرے۔''

(الحکم 24/ جنوری 1904 صفحہ 12)

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ گنتی کے چند دن ہیں۔ مومن کو چاہیئے کہ تقویٰ کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اکثر مشکلات میں سے بھی گزرنا پڑے تو گزر جائے۔ یہاں تو اللہ تعالیٰ ہمیں یہ حکم دے رہا ہے کہ سال کے گیارہ مہینے تو تمہیں جائز چیزوں کے استعمال کی میری طرف سے اجازت ہے، تم استعمال کرو ان کو۔ اور تم کرتے رہے ہو مگر اب مَیں کہتا ہوں کہ میری خاطر یہ چند دن تم دن کے ایک حصے میں یہ جائز چیزیں بھی استعمال نہ کرو۔ تو کیا تم بہانے بناؤ گے؟ یہ تو کوئی ایمان اور تقویٰ نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کی حفاظت کے لئے کھڑا ہوتا ہے جو تقویٰ پر چلتے ہیں اور اس کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ یہ روزے چند دن کے نہ صرف خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا باعث بن رہے ہیں بلکہ ہماری جسمانی صحت کے لئے بھی ہمارے لئے بھی فائدہ مند ہیں۔ اور یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ سال میں کچھ وقت ایسا ہونا چاہیئے جس میں انسان کم سے کم غذا کھائے۔ تو اس امر سے ہم دوہرا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ جسمانی صحت بھی اور خدا تعالیٰ کی رضا بھی۔ فرمایا کہ کیوں اللہ تعالیٰ تمہیں تنگی نہیں دینا چاہتا، کسی تکلیف اور مشقت میں نہیں ڈالنا چاہتا اس لئے اگر تم مریض ہو یا سفر میں ہو تو پھر ان دنوں میں روزے نہ رکھو۔ اور یہ روزے دوسرے دنوں میں جب سہولت ہو پورے کر لو۔ یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ خیال نہیں ہونا چاہیئے کہ اس وقت چونکہ تمام گھر والے روزے رکھ رہے ہیں جیسے کہ مَیں نے پہلے بھی کہا، اٹھنے میں آسانی ہے، زیادہ تردّد نہیں کرنا پڑتا، جیسے تیسے روزے رکھ لیں، بعد میں کون رکھے گا۔ تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہے۔ بات وہی ہے کہ اصل بنیاد تقویٰ پر ہے، حکم بجا

لانا ہے، حکم یہ ہے کہ تم مریض ہو یا سفر میں ہو، قطع نظر اس کے کہ سفر کتنا ہے، جو سفر تم سفر کی نیت سے کر رہے ہو وہ سفر ہے اور اس میں روزہ نہیں رکھنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دو تین کوس کا سفر بھی سفر ہے اگر سفر کی نیت سے ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم میں برداشت ہے، ہم برداشت کر سکتے ہیں تو ایسے لوگوں کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''اصل بات یہ ہے کہ قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسافر اور بیمار کو دوسرے وقت میں رکھنے کی اجازت اور رخصت دی ہے اس لئے اس حکم پر بھی تو عمل رکھنا چاہیئے۔ میں نے پڑھا ہے کہ اکثر اکابر اس طرف گئے ہیں کہ اگر کوئی حالت سفر یا بیماری میں روزہ رکھتا ہے تو یہ معصیت ہے کیونکہ غرض تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے نہ اپنی مرضی اور اللہ تعالیٰ کی رضا فرمانبرداری میں ہے۔ جو حکم وہ دے اُس کی اطاعت کی جاوے اور اپنی طرف سے اس پر حاشیہ نہ چڑھایا جاوے۔ اس نے تو یہی حکم دیا ہے۔

مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ۔

اس میں کوئی قید اور نہیں لگائی کہ ایسا سفر ہو یا ایسی بیماری ہو۔ مَیں سفر کی حالت میں روزہ نہیں رکھتا اور ایسا ہی بیماری کی حالت میں۔ چنانچہ آج بھی میری طبیعت اچھی نہیں اور مَیں نے روزہ نہیں رکھا۔''

(الحکم جلد11 نمبر4 بتاریخ 21/ جنوری 1907)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

''جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ صیام کے روزے رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے صاف فرمادیا ہے کہ بیمار اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزہ رکھے۔ خدا کے اس حکم پر عمل کرنا چاہیئے کیونکہ نجات فضل سے ہے اور اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی شخص نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا بلکہ حکم عام ہے۔ اور اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا۔''

(البدر بتاریخ 17/ اکتوبر 1907)

پھر آپ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے شریعت کی بناء آسانی پر رکھی ہے۔ جو مسافر اور مریض صاحب مقدرت ہوں ان کو چاہیئے کہ روزہ کی بجائے فدیہ دے دیں۔ فدیہ یہ ہے کہ ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے۔''

(بدر جلد 6 نمبر 42 مؤرخہ 17/ اکتوبر 1907 صفحہ 7)

پھر فرماتے ہیں کہ:

''میرا مذہب ہے کہ انسان بہت دقتیں اپنے اوپر نہ ڈال لے۔ عرف میں جس کو سفر کہتے ہیں خواہ وہ دو تین کوس ہی ہو اس میں قصر و سفر کے مسائل پر عمل کرے۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔

بعض دفعہ ہم دو دو تین تین میل اپنے دوستوں کیساتھ سیر کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں مگر کسی کے دل میں یہ خیال نہیں آتا کہ ہم سفر میں ہیں لیکن جب انسان اپنی گٹھڑی اٹھا کر (یعنی کچھ سامان وغیرہ لے کر، بیگ وغیرہ لے کر) سفر کی نیت سے چل پڑتا ہے تو وہ مسافر ہوتا ہے۔ شریعت کی بناء دِقّت پر نہیں ہے۔ جس کو تم عُرف میں سفر سمجھو وہی سفر ہے اور جیسا کہ خدا کے فرائض پر عمل کیا جاتا ہے ویسا ہی اس کی رخصتوں پر عمل کرنا چاہیئے۔ فرض بھی خدا کی طرف سے ہیں اور رخصت بھی خدا کی طرف سے ہے۔''

(الحکم جلد5 نمبر2 بتاریخ 17/ فروری 1901)

فرماتے ہیں: ''یعنی مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے، اس میں اَمر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ جس کا اختیار ہو رکھ لے جس کا اختیار ہو نہ رکھے۔ میرے خیال میں مسافر کو روزہ نہ رکھنا چاہیئے اور چونکہ عام طور پر اکثر لوگ رکھ لیتے ہیں اس لئے اگر کوئی تعامل سمجھ کر رکھ لے تو کوئی حرج نہیں مگر عِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَر کا پھر بھی لحاظ رکھنا چاہیئے۔ سفر میں تکالیف اٹھا کر جو انسان روزہ رکھتا ہے تو گویا اپنے زور بازو سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے، اس کو اطاعتِ امر سے خوش نہیں کرنا چاہتا۔ یہ غلطی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت امر اور نہی میں سچا ایمان ہے''

(الحکم جلد3 نمبر4 بتاریخ 21/ جنوری 1899)

تو ایسے لوگ جو اس لئے کہ گھر میں آجکل روزہ رکھنے کی سہولت میسر ہے روزہ رکھ لیتے ہیں ان کو اس ارشاد کے مطابق یاد رکھنا چاہیئے کہ نیکی یہی ہے کہ روزے بعد میں پورے کئے جائیں اور وہ روزے نہیں ہیں جو اس طرح زبردستی رکھے جاتے ہیں۔

حدیث میں آتا ہے۔ حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر پر تھے۔ آپؐ نے لوگوں کا ہجوم دیکھا اور ایک آدمی پر دیکھا کہ سایہ کیا گیا ہے۔

آپؐ نے فرمایا: ''کیا ہے؟'' انہوں نے کہا کہ یہ شخص روزہ دار ہے۔ آپؐ نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

(بخاری کتاب الصوم)

پھر ایک اور بڑی واضح حدیث ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے رمضان کے مہینہ میں سفر کی حالت میں روزہ اور نماز کے بارہ میں دریافت کیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''رمضان میں سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھو' اس پر ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میں روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ نبی ﷺ نے اسے کہا کہ

''اَنْتَ اَقْوٰی اَمِ اللّٰہُ ؟''

کہ تو زیادہ طاقتور ہے یا اللہ تعالیٰ؟ یقیناً اللہ تعالیٰ نے میری امت کے مریضوں اور مسافروں کے لئے رمضان میں سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھنے کو بطور صدقہ ایک رعایت قرار دیا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ تم میں سے کسی کو کوئی چیز صدقہ دے پھر وہ اس چیز کو صدقہ دینے والے کو لوٹا دے۔

(المصنف للحافظ الکبیر ابو بکر عبد الرزاق بن همام۔ الصیام فی السفر)

تو اس سے مزید واضح ہو گیا کہ سفر میں روزہ بالکل نہیں رکھنا چاہئے۔ لیکن بعض دفعہ بعض لوگ دوسری طرف بہت زیادہ جھک جاتے ہیں۔ بعض اس سہولت سے کہ مریض کو سہولت ہے خود ہی فیصلہ کر لیتے ہیں کہ مَیں بیمار ہوں اس لئے روزہ نہیں رکھ سکتا۔ اور پوچھو تو کیا بیماری ہے؟ تم تو جوان آدمی ہو، صحت مند ہو، چلتے پھر رہے ہو، بازاروں میں پھر رہے ہو، بیماری ہے تو ڈاکٹر سے چیک اپ کرواؤ تو جواب ہوتا ہے کہ نہیں ایسی بیماری نہیں بس افطاری تک تھکاوٹ ہو جاتی ہے، کمزوری ہو جاتی ہے۔ تو یہ بھی وہی بات ہے کہ تقویٰ سے کام نہیں لیتے۔ نفس کے بہانوں میں نہ آؤ۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دل کا حال جانتا ہے خوف کا مقام ہے یہی نہ ہو کہ ان بہانوں سے حقیقت میں ان حکموں کو ٹال کر کہیں بیمار ہی بن جاؤ۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''بے شک یہ قرآنی حکم ہے کہ سفر کی حالت میں اور اسی طرح بیماری کی حالت میں روزے نہیں رکھنے چاہئیں اور ہم اس پر زور دیتے ہیں تا قرآنی حکم کی ہتک نہ ہو مگر اس بہانے سے فائدہ اٹھا کر جو لوگ روزہ نہیں رکھ سکتے ہیں اور پھر وہ روزہ نہیں رکھتے یا ان سے کچھ روزے رہ گئے ہوں اور وہ کوشش کرتے تو انہیں پورا کر سکتے تھے لیکن ان کو پورا کرنے کی کوشش نہیں کرتے تو وہ ایسے ہی گنہگار ہیں جس طرح وہ گنہگار ہے جو بلا عذر رمضان کے روزے نہیں رکھتا۔ اس لئے ہر احمدی کو چاہئے کہ جتنے روزے اس نے غفلت یا کسی شرعی عذر کی وجہ سے نہیں رکھے وہ انہیں بعد میں پورا کرے۔''

(بحوالہ فقہ احمدیہ صفحہ 293)

یہ فتویٰ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔ تو یہ افراط اور تفریط دونوں ہی غلط ہیں۔ ہمیشہ تقویٰ سے کام لیتے ہوئے روزے رکھنے یا نہ رکھنے کا فیصلہ کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو طاقت رکھتے ہیں، مالی وسعت رکھتے ہیں اگر کسی وجہ سے وہ روزہ نہیں رکھ سکے تو فدیہ دیا کریں۔ اور فدیہ کیا ہے ایک مسکین کو کھانا کھلانا۔ اس کے مطابق جس طرح تم خود کھاتے ہو کیونکہ دوسرے کی عزت نفس کا بھی خیال رکھنے کا حکم ہے۔ اس لئے اچھا کھانا کھلاؤ، یہ نہیں کہ مَیں روزے رکھتا تو اعلیٰ کھانے کھاتا لیکن تم چونکہ کم حیثیت آدمی ہو اس لئے تمہارے لئے فدیہ کے طور پر یہ بچا کھچا کھانا ہی موجود ہے۔ نہیں۔ یہ نہیں ہے، تمہاری نیکی تو اس وقت ہی نیکی شمار ہو گی جب تم خدا کی رضا کی خاطر یہ فدیہ دو گے تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اس بیماری کی حالت کو صحت میں بدل دے۔ کیونکہ فرمایا کہ تمہارا روزے رکھنا بہرحال تمہارے لئے بہتر ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ۔﴾

''ایک دفعہ میرے دل میں آیا کہ یہ فدیہ کس لئے مقرر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے تا کہ روزہ کی توفیق اس سے حاصل ہو۔ خُدا ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شئے خدا ہی سے طلب کرنی چاہئے وہ قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی طاقت روزہ عطا کر سکتا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ ایسا انسان جو دیکھے کہ روزہ سے محروم رہا جاتا ہوں تو دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال رہوں یا نہ رہوں یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ کر سکوں اس لئے اس سے توفیق طلب کرے مجھے یقین ہے کہ ایسے قلب کو خُدا طاقت بخشے گا۔

اگر خُدا چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں بھی کوئی قید نہ رکھتا مگر اس نے قیدیں بھلائی کے لئے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینے میں مجھے محروم

نہ رکھ تو خُدا اُسے محروم نہیں رکھتا اور اسی حالت میں اگر رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہو جاتی ہے کیونکہ ہر کام کا مدار نیت پر ہے۔ مومن کو چاہیئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خُدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کرے۔ جو شخص کہ روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت درد دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اس کا دل اس بات کے لئے رگریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزے رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جُو نہ ہو تو خُدا تعالیٰ ہرگز اُسے ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ258-259)

''اب روزوں سے متعلق بعض متفرق باتیں ہیں۔ ان کے متعلق اب مَیں کچھ بتاتا ہوں۔ بعض لوگ سستی کی وجہ سے یا کسی عذر کی وجہ سے روزے نہیں رکھتے۔ ان کو خیال آجاتا ہے کہ روزے رکھنے چاہئیں۔ بعض لوگوں کو ایک عمر گزرنے کے بعد خیال آتا ہے کہ ایک عمر گزار دی۔ صحت تھی، طاقت تھی، مالی وسعت تھی، تمام سہولیات میسر تھیں، اور روزے نہیں رکھے۔ تو مجھے جو نیکیاں بجا لانی تھیں نہیں ادا کر سکا تو اب کیا کروں؟ تو ایسا ہی ایک شخص حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا مَیں نے آج سے پہلے کبھی روزہ نہیں رکھا اس کا کیا فدیہ دوں؟ فرمایا: خدا ہر شخص کو اس کی وسعت سے باہر دکھ نہیں دیتا۔ وسعت کے موافق گزشتہ کا فدیہ دے دو اور آئندہ عہد کرو کہ سب روزے رکھوں گا۔''

(البدر جلد 1 نمبر 12 بتاریخ 16/جنوری 1903)

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور جس نے رمضان کے تقاضوں کو پہچانا اور جو اس رمضان کے دوران ان تمام باتوں سے محفوظ رہا جن سے اس کو محفوظ رہنا چاہیئے تھا تو اس کے روزے اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔

پھر بعض لوگ سحری نہیں کھاتے، عادتاً نہیں کھاتے یا اپنی بڑائی جتانے کے لئے نہیں کھاتے یا آٹھ پہر ے روزے رکھ رہے ہوتے ہیں ان کے لئے بھی حکم ہے حدیث میں آتا ہے کہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو سحری کھانے میں برکت ہے۔

پھر یہ کہ سحری کا وقت کب تک ہے؟ ایک تو یہ کہ جب سحری کھا رہے ہوں تو جو بھی لقمہ یا چائے جو اس وقت آپ پی رہے ہیں، آپ کے ہاتھ میں ہے اسکو مکمل کرنے کا ہی حکم ہے۔ روایت آتی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس وقت تم میں سے کوئی اذان سن لے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو وہ اس کو نہ رکھے یہاں تک کہ اپنی ضرورت پوری کر لے یعنی وہ جو کھا رہا ہے اس کو مکمل کر لے۔

پھر بعض دفعہ غلطی لگ جاتی ہے اور پتہ نہیں لگتا کہ روزے کا وقت ختم ہو گیا ہے اور بعض دفعہ چند منٹ اوپر چلے جاتے ہیں تو اس صورت میں کیا یہ روزہ جائز ہے یا نہیں تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی نے سوال کیا کہ مَیں مکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور میرا یقین تھا کہ ابھی روزہ رکھنے کا وقت ہے اور مَیں نے کچھ کھا کر روزہ رکھنے کی نیت کی لیکن بعد میں ایک دوسرے شخص سے معلوم ہوا کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہو گئی تھی اب مَیں کیا کروں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ایسی حالت میں اس کا روزہ ہو گیا۔ دوبارہ رکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اپنی طرف سے اس نے احتیاط کی اور نیت میں فرق نہیں صرف غلطی لگ گئی اور چند منٹوں کا فرق پڑ گیا۔

پھر افطاری میں جلدی کرنے کے بارے میں حکم آتا ہے۔ ابی عطیہ نے بیان کیا کہ میں اور مسروق حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور پوچھا اے ام المؤمنین! حضور کے صحابہ میں سے دو صحابی ایسے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی نیکی اور خیر کے کام میں کوتاہی کرنے والا نہیں لیکن ان میں سے ایک تو افطاری میں جلدی کرتے ہیں اور نماز بھی جلدی پڑھتے ہیں۔ یعنی نماز کے پہلے وقت میں پڑھ لیتے ہیں اور دوسرے افطاری اور نمازوں میں تاخیر کرتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ ان میں سے کون جلدی کرتا ہے تو بتایا گیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ لیکن افطاری میں جلدی کرنے سے کیا مراد ہے؟ اسکا تعین کس طرح ہو گا اس بارہ میں یہ حدیث وضاحت کرتی ہے۔ آنحضرت ﷺ سے روایت ہے کہ غروب آفتاب کے بعد حضورؐ نے ایک شخص کو افطاری لانے کو کہا۔ اس شخص نے عرض کی کہ حضور ذرا تاریکی ہو لینے دیں۔ آپؐ نے فرمایا: افطاری لاؤ۔ اس نے پھر عرض کی کہ حضورؐ ابھی تو روشنی ہے۔ حضور نے فرمایا افطاری لاؤ۔ وہ شخص افطاری لایا تو آپؐ نے روزہ افطار کرنے کے بعد اپنی انگلی سے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جب تم غروب آفتاب کے بعد مشرق کی طرف سے اندھیرا اُٹھتا دیکھو تو افطار کر لیا کرو۔

پھر بعض دفعہ روزے کے دوران بھول جاتا ہے انسان کہ روزہ ہے اور کچھ کھا لیتا

ہے اس بارہ میں حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص روزہ کی حالت میں بھول کر کھا پی لے، وہ اپنے روزہ کو پورا کرے، اسے اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے، یہ روزہ ٹوٹتا نہیں ہے اس کو پورا کرے۔

کچھ سوال حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش ہوئے کہ روزہ کی حالت میں یہ یہ جائز ہے یا نا جائز ہے، وہ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ سوال یہ ہوا کہ روزہ دار کو آئینہ دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی شیشہ دیکھنا جائز ہے یا نہیں جائز۔ تو فرمایا جائز ہے۔

پھر لوگ سوال بھی عجیب کرتے تھے۔ ایک نے سوال کیا کہ روزہ دار کو ڈاڑھی میں تیل لگانا جائز ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا جائز ہے۔

پھوسوال پیش ہوا کہ خوشبو لگانا جائز ہے یا نہیں جائز تو فرمایا جائز ہے۔

پھر ایک سوال ہوا کہ آنکھوں میں سرمہ ڈالنا جائز ہے یا نہیں۔ کیونکہ برصغیر میں سرمہ ڈالنے کا بھی ہندوستان پاکستان میں، خاص طور پر دیہاتوں میں کافی رواج ہے۔ تو فرمایا: ''مکروہ ہے۔ اور ایسی ضرورت بھی کیا ہے کہ دن کے وقت سرمہ لگائے، اگر آنکھوں میں کوئی تکلیف ہے تو رات کے وقت سرمہ لگالو۔''

(بدر جلد نمبر 2 صفحہ 14 بتاریخ 24/ فروری 1907)

پھر ایک سوال پیش ہوا کہ بعض اوقات رمضان ایسے موسم میں آتا ہے کہ کاشتکاروں کو جب کام کی کثرت مثلاً بیج وغیرہ ڈالنا یا ہل چلانا وغیرہ ہو تو ایسے مزدوروں سے جن کا گزارہ مزدوری پر ہے روزہ نہیں رکھا جاتا، گرمی بہت شدید ہوتی ہے تو ان کی نسبت کیا ارشاد ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِا النِّیَّاتِ

یہ لوگ اپنی حالتوں کو مخفی رکھتے ہیں، ہر شخص تقویٰ اور طہارت سے اپنی حالت سوچ لے اگر کوئی اپنی جگہ مزدوری پر رکھ سکتا ہے تو ایسا کرے ورنہ مریض کے حکم میں ہے۔ پھر جب میسر ہو یعنی جب سہولت پیدا ہو جائے تب روزہ رکھ لے۔

آپ فرماتے ہیں کہ:

''ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آ گیا اور اس کا منتظر ہی تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزہ سے محروم نہیں ہے اس دُنیا میں بہت لوگ بہانہ جُو ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم اہل دنیا کو دھوکا دے لیتے ہیں ویسے ہی خُدا کو فریب دیتے ہیں لیکن وہ خُدا کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔

تکلف کا باب بہت وسیع ہے اگر انسان چاہے تو اس کی رُو سے ساری عمر کو بیٹھ کر ہی نماز پڑھتا رہے کبھی کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھے، مریض ہی بنا رہے اور بیٹھ کر نمازیں پڑھے اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے مگر خُدا اس کی نیت اور ارادہ کو جانتا ہے جو صدق اور اخلاص رکھتا ہے خُدا جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے اور خُدا اُسے اصل ثواب سے بھی زیادہ دیتا ہے کیونکہ درد دل ایک قابلِ قدر شئے ہے۔ حیلہ جُو انسان تاویلوں پر تکیہ کرتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شئے نہیں۔ جب مَیں نے چھ ماہ روزے رکھے تھے تو ایک دفعہ ایک طائفہ انبیاء کا مجھے کشف میں ملا اور انہوں نے کہا کہ تو نے کیوں اپنے نفس کو اس قدر مشقت میں ڈالا ہوا ہے، اس سے باہر نکل۔ اسی طرح جب انسان اپنے آپ کو خدا کے واسطے مشقت میں ڈالتا ہے تو وہ خود ماں باپ کی طرح رحم کر کے اُسے کہتا ہے کہ تُو کیوں مشقت میں پڑا ہوا ہے۔

یہ لوگ ہیں کہ تکلف سے اپنے آپ کو مشقت سے محروم رکھتے ہیں۔ اس لئے خدا اُن کو دوسری مشقتوں میں ڈال دیتا ہے اور نکالتا نہیں۔ اور دوسرے جو خود مشقتوں میں پڑتے ہیں ان کو وہ آپ نکالتا ہے۔ انسان کو واجب ہے کہ اپنے نفس پر اپنے آپ شفقت نہ کرے بلکہ ایسا بنے کہ خدا تعالیٰ اس کے نفس پہ شفقت کرے۔ کیونکہ انسان کی شفقت اس کے نفس پر اس کے واسطے جہنم ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی شفقت جنت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان کے ان فیوض و برکات سے بے انتہاء فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ رمضان ہمارے لئے بے انتہاء برکتیں لے کر آئے۔

عید کارڈ

عیدالفطر کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ کے نام بھی رنگین عید کارڈ باہر سے آئے تھے۔ حضور نے جواباً فرمایا تھا کہ

''یہ اسراف ہے اور بے ضرورت روپیہ ضائع کیا جاتا ہے۔ بہتر ہو کہ لوگ اس کو دین کی تبلیغ میں خرچ کریں۔ ہم نے دیکھا ہے کہ نوجوانوں اور چھوٹے بچوں میں اس کا بہت رواج ہے۔ بچے بلکہ بعض ادھیڑ حضرات بڑی بڑی قیمت کے کارڈ خرید کر پھر لفافوں میں بند کر کے دوستوں کو بھیجتے ہیں، یہ بہت بُرا دستور ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ اس رسم کو ترک کر دیں۔۔۔ اگر کوئی دکاندار لائے تو اُس سے نہ خریدے جائیں۔۔۔ کیونکہ یہ فضول خرچی ہے اور اسلام فضول خرچی کو نہایت نفرت سے دیکھتا ہے۔''

(الفضل 15/ ستمبر 1917)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تیسری انگوٹھی

اُذْکُرْ نِعْمَتِیَ الَّتِیْ اَنْعَمْتُ عَلَیْکَ۔ غَرَسْتُ لَکَ بِیَدِیْ رَحْمَتِیْ وَقُدْرَتِیْ

محمد اعظم اکسیرؔ۔ ربوہ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک انگوٹھی جماعت بلکہ دنیا بھر میں بہت مشہور ہے جس پر

" اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ "

کے الفاظ کندہ ہیں۔ دوسری انگوٹھی بھی اکثر احباب جانتے ہیں جس پر

" مولیٰ بس "

لکھا گیا ہے۔ ایک تیسری انگوٹھی کا عام دوستوں کو بہت کم علم ہے۔ تذکرہ صفحہ ۵۱۱ پر اس انگوٹھی کا نقش بھی دیا گیا ہے اور حاشیہ میں زیرنوٹ نمبر ۵ تحریر ہے۔

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک انگوٹھی جو حضور کی وفات کے بعد قرعہ اندازی کے ذریعہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے حصہ میں آئی تھی۔ اس میں یہ عبارت کندہ ہے (سہولت کے لئے عبارت پر اعراب ڈال دیئے ہیں ورنہ اصل عبارت پر اعراب نہیں ہیں)۔

اُذْکُرْ نِعْمَتِیَ الَّتِیْ اَنْعَمْتُ عَلَیْکَ. غَرَسْتُ لَکَ بِیَدِیْ رَحْمَتِیْ وَقُدْرَتِیْ

اور تاریخ ۱۳۱۲ ہجری درج ہے۔''

خاکسار نے محترمی ماجد وڑائچ صاحب اور محترمی شیخ نصیر احمد صاحب سے مل کر اس عبارت کو کمپیوٹر کے ذریعے ڈیزائن کیا اور مندرجہ بالا نقش تیار ہوا۔ بعدازاں اس نقش کو نگینہ میں جڑوا کر انگوٹھی تیار کی گئی جو اس ادنیٰ خادم نے جلسہ سالانہ یوکے 2004 کے موقعہ پر 5 اگست 2004 کو محبوب آقا سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کردی اور ازراہِ شفقت حضور نے قبول فرمالی۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

''اُذْکُرْ نِعْمَتِیَ الَّتِیْ اَنْعَمْتُ عَلَیْکَ. غَرَسْتُ لَکَ بِیَدِیْ رَحْمَتِیْ وَقُدْرَتِیْ

اور تاریخ ۱۳۱۲ ہجری درج ہے۔''

ترجمہ: یاد کر میری نعمت کو جو تجھ پر کی۔ میں نے تیرے لئے اپنے ہاتھ سے اپنی رحمت اور اپنی قدرت کا درخت لگا دیا۔

(تذکرہ صفحہ 511)

ایک تعلیم یافتہ لڑکی کے نام فریادِ درد

حجاب کا حسن

ارشاد عرشی صاحبہ

مری بچی جو فرصت ہو تو آ کچھ کام کرنا ہے
تجھے کچھ وقت کا حصہ خُدا کے نام کرنا ہے

پیام احمدیت کو جہاں میں عام کرنا ہے
زمانہ بھر پہ اس حجت کا بھی اتمام کرنا ہے

نہیں طاقت اگر کردار میں بے کار ہے ڈگری
نہیں شوکت اگر افکار میں بے کار ہے ڈگری

نئے اس دور پر آسیب آزادی کا سایہ ہے
عجب اک خود سری کا شوق ہر دل میں سمایا ہے

بہت ہے زُعم عورت کو مقام اپنا بنایا ہے
فقط فیشن کے پردے میں جہالت کو چھپایا ہے

ہے سر پر علم کی گٹھڑی، پر اسکی عقل حیراں ہے
خبر اسکو کھلے سر کی ہے نہ ہوشِ گریباں ہے

بجا ہے منفرد ہونا ہر اک عورت کی خواہش ہے
مگر اس دور میں بھڑکی ہوئی حسنِ نمائش ہے

ہر اک کو فکر فیشن کی تمنائے ستائش ہے
سو، پردہ آج عورت کے لئے اک آزمائش ہے

مؤدب ہوں زمانے کی نگاہیں تُو اگر چاہے
تری خاطر یہ بن جائیں پناہیں تُو اگر چاہے

حسیں باطن سے اپنے جانِ من تُو بے خبر کیوں ہے
لباس اور خال و خد تک ہی فقط تیری نظر کیوں ہے

تری نظروں میں حسنِ ظاہری ہی معتبر کیوں ہے
اسی محدود سے میدان میں تیرا سفر کیوں ہے

نمائش کی نہیں تُو چیز دنیا کو بتانا ہے
بہت سج دھج ہوئی باہر کی اب اندر سجانا ہے

بڑی چاہت سے تجھ کو دستِ قدرت نے سنوارا ہے
خُدا کے حُسن و احساں کا تُو زندہ استعارہ ہے

جو بیٹی ہے تو تُو جان پدر، آنکھوں کا تارہ ہے
جو بیوی ہے تو تیری دلربائی آشکارہ ہے

شعور و آگہی کا اب تجھے ادراک کرنا ہے
فقط اک جست میں طے تجھ کو ہفت افلاک کرنا ہے

تری تخلیق میں کیا کیا نہ خوبی مرحبا رکھ دی!
وفا رکھ دی، ادا رکھ دی، نگاہوں میں حیا رکھ دی

دیا جب ماں کا رتبہ تیری عزت بے بہا رکھ دی
ترے پاؤں تلے جنت کی پھر آب و ہوا رکھ دی

تری بانہوں کی وادی میں نئی نسلیں مہکتی ہیں
ترے ماتھے پہ کرنیں حسنِ ممتا کی دمکتی ہیں

یہ دوراہا کڑا ہے ابتلا جس پر کھڑی ہے تو
خُدا کا پیار ہے دل میں یہ دُنیا میں گڑی ہے تو

زمانہ جس میں کروٹ لے رہا ہے وہ گھڑی ہے تو
خدیجہؓ ، عائشہؓ کے دور کی اگلی کڑی ہے تو

خدا سے عہد جو باندھا ہے وہ پل پل نبھانا ہے
نمونہ صبر و استقلال کا تُو نے دکھانا ہے

نئے دورِ تمدّن کی تجھے بنیاد بننا ہے
غلامی مصطفیٰؐ کی کر اگر آزاد بننا ہے

زمانہ جس کو دہرائے گا وہ رُوداد بننا ہے
مُسلسل تجھ کو چلنا ہے، کہاں آرام کرنا ہے
مری جاں تیرے علم و فن کی دُنیا کو ضرورت ہے
تیرے مذہب کے پیراہن کی دُنیا کو ضرورت ہے
مری جاں تُو ہی مستقبل کی وحدت کی علامت ہے
تری ساری توانائی جماعت کی امانت ہے
فراست اور توانائی جماعت کی امانت ہے
خُدائی کا جمالی رُخ تجھی سے آشکارہ ہے
تری پاکیزگی کی لَو سے دُنیا جگمگا جائے
خُدا چاہے تو تُو ہستی کا اپنی راز پاجائے
چلن جو مٹ گئے عرشی اُنہیں پھر عام کرنا ہے

تجھے تاریخ کے سینے میں میٹھی یاد بننا ہے
تجھے شیطان کے ہر وار کو ناکام کرنا ہے
ترے اُجلے چمکتے من کی دُنیا کو ضرورت ہے
ترے کردار کی اُترن کی دنیا کو ضرورت ہے
نئی نسلیں سلامت گر ترا ایماں سلامت ہے
تیری سوچوں کی گہرائی جماعت کی امانت ہے
ترے باطن کی رعنائی جماعت کی امانت ہے
تُو اس بھٹکے زمانے کے لئے قطبی ستارہ ہے
تقدس تیرے باطن کا ترے ظاہر پہ چھا جائے
زمانے کو بدل دینے کی طاقت تجھ میں آجائے
پسِ پردہ تجھے رہ کر یہ سارا کام کرنا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

احمدی ماؤں کی ذمّہ داری

۔۔۔جب کہا گیا ہے کہ جنّت ماؤں کے پاؤں کے نیچے ہے تو مراد یہ نہیں تھی کہ ہر ماں کے پاؤں کے نیچے جنّت ہے، مراد یہ کہ اگر جنت مِل سکتی ہے اگلی نسلوں کو تو ایسی ماؤں سے مل سکتی ہے جو خود جنت نشان بن چکی ہوں خود جنت اُن کے آثار میں ظاہر ہو چکی ہو۔ایسی ماؤں کی اولا دلازماً جنتی بنتی ہے۔۔۔میں نے اس راز کو قرآن اور احادیث کے مطالعہ سے پایا کہ حقیقتاً آئندہ قوموں کی تقدیر کا فیصلہ کرنا عورتوں کا کام ہے۔اور یہ فیصلہ آج اُنہیں کرنا پڑے گا ورنہ مستقبل تاریک رہے گا۔آج احمدی خواتین کو اپنے سینوں کو خدا کی محبت سے روشن کرنا ہوگا ورنہ اُن کے سینے وہ نُور اُن کے بچوں کو نہیں پلائیں گے جو ماؤں کے دُودھ کے ساتھ پلایا جاتا ہے اور ہمیشہ جزوِبدن اور جزوِرُوح بن جایا کرتا ہے۔جب موسم تبدیل ہوتے ہیں تو اُس وقت بھی آثار ظاہر ہوا کرتے ہیں، وقت سے پہلے آپ کو معلوم ہو جاتا ہے کہ کیا ہونے والا ہے۔۔۔پس وہ مائیں جو خدا کی سمت میں حرکت کر رہی ہوں اُن کے اندر پاک تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں۔۔۔میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ آپ اپنا خیال رکھیں کہ مغربی تہذیب میں یا دوسری تہذیبوں میں نہ بہہ جائیں۔یہ کریں اور وہ کریں اور ایسی پابندیاں اختیار کریں، یہ ساری نصیحتیں ہیں کبھی اثر کر جاتی ہیں کبھی لوگ ان سے اور زیادہ بدک جاتے ہیں اور پیچھے ہٹ جاتے ہیں لیکن ایک نصیحت ایسی ہے۔۔۔اور وہ یہ ہے کہ اگر آپ خدا تعالیٰ کی محبت میں مبتلا ہو جائیں تو سارے معاملے حل ہو جاتے ہیں۔پھر کسی اور نصیحت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔پھر خدا آپ کو سنبھال لے گا وہ خود آپ کے کام بنائے گا کہ کون سی راہ اس طرف جاتی ہے اور کون سی راہ اس سمت سے مخالف چلتی ہے۔پھر کیسے ممکن ہے کہ انسان اپنے محبوب کی راہ چھوڑ کر اس کے مخالف سمت چلنے والی راہوں پر قدم مارے۔پھر تو قربانیوں کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے، پاکیزہ زندگی کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے۔معاشرہ کے اختلاف کے سب مسائل بھی حل ہو جاتے ہیں۔سارے مسائل کا ایک حل ہے اور وہ حل یہی ہے کہ خدا کی محبت میں مبتلا ہو جائیں اس کے نتیجہ میں جو نسلیں پیدا ہونگی وہ یقیناً خدا والی نسلیں بنیں گی۔۔۔(انسان) اسکو یہ فکر لاحق ہوتی ہے کہ میرا گھر اتنا صاف ہے یا نہیں کہ اس میں خدا اُتر آئے۔۔۔پس جب آپکو یہ خیال پیدا ہوگا کہ کون مہمان آپ کے دل میں اترنے والا ہے تو اس شعور کے ساتھ ہی آپ کو اتنی برائیاں وہاں دکھائی دینے لگیں گی کہ جتنے داغ صاف کریں گی کوئی نہ کوئی نیا داغ ظاہر ہو جائے گا۔۔۔اور جب اس کو صاف کر دیتی ہیں تو بعض دوسری جگہیں جو پہلے صاف دکھائی دیتی تھیں اس کے مقابل پر داغدار دکھائی دینے لگتی ہیں اور یہ ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے۔پس اللہ تعالیٰ کی محبت کا سفر ایک ایسا سفر ہے جو آپ کو اپنے سوا کسی اور کی ہوش نہیں رہنے دیگا۔سوائے اس کے کہ آپ کی ذات میں وہ جلوہ ایسا چمکے کہ دنیا اس جلوہ سے خیرہ ہو جائے۔دُنیا اس کی روشنی کو محسوس کرنے لگے اور پھر خدا کے حکم کے تابع آپ پیغامبر بن کر دُنیا کے سامنے نکلیں۔

(حوّا کی بیٹیاں اور جنت نظیر معاشرہ صفحات 22تا25)

برکتوں والا مہینہ

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شعبان کی آخری تاریخ کو ہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''اے لوگو! ایک بڑی عظمت والا مہینہ سایہ کرنے والا ہے۔ ہاں! ایک برکتوں والا مہینہ جس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض اور اس کی رات کی عبادت کو نفل ٹھہرایا ہے۔ اس مہینہ میں جو شخص کسی نفلی عبادت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرے اُسے اس نفل کا ثواب عام دنوں میں فرض ادا کرنے کے برابر ملے گا اور جس نے اس مہینے میں ایک فرض ادا کیا اسے عام دنوں کے ستر فرض کے برابر ثواب ملے گا۔ اور یہ صبر کا مہینہ ہے۔ اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ اور یہ ہمدردی و غمخواری کا مہینہ ہے اور ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں روزہ دار کی افطاری کرواتا ہے تو یہ عمل اس کے گناہوں کی معافی کا ذریعہ بن جاتا ہے اور اسے آگ سے آزاد کیا جاتا ہے۔ اور اسے روزہ دار کے اجر کے برابر ثواب ملتا ہے بغیر اس کے کہ روزہ دار کے اجر میں کچھ کمی ہو۔ (صحابہؓ بیان کرتے ہیں) ہم نے حضور ﷺ سے سوال کیا: ہم میں سے ہر ایک کی اتنی توفیق نہیں کہ روزہ دار کی افطاری کا انتظام کر سکے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ افطاری کا ثواب اس شخص کو بھی دیتا ہے جو روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ میں پانی ملا کر دودھ کی کچی لسّی یا کھجور سے یا پانی کے ایک گھونٹ سے ہی روزہ کھلوا دیتا ہے۔ اور جو روزہ دار کو سیر کر کے پیٹ بھر کے کھلائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے ایسا شربت پلائے گا کہ اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور یہ ایسا مہینہ ہے جس کی ابتداء نزولِ رحمت ہے اور جس کا وسط مغفرت کا وقت ہے اور جس کا آخر کامل اجر پانے یعنی آگ سے آزادی کا زمانہ ہے۔ اور جو اس مہینے میں اپنے مزدور یا خادم سے اس کے کام کا بوجھ ہلکا کرتا ہے اور کم خدمت لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کو بھی بخش دے گا اور اسے آگ سے آزاد کردے گا''۔

(بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح)

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''رمضان نزول قرآن اور برکات کا مہینہ ہے اور مہدی موعود بھی رمضان کے حکم میں ہے کیونکہ اس کا زمانہ بھی رمضان کی طرح نزول معارف قرآن اور ظہور برکات کا زمانہ ہے''۔

(ضمیمہ انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد11)

اللہ سے بندے کو ملا دیتے ہیں روزے

ثاقب زیروی

اک شمع سی سینے میں جلا دیتے ہیں روزے
راتوں کو سماں دن کا دکھا دیتے ہیں روزے

سوئی ہوئی تقدیر جگا دیتے ہیں روزے
مولا کی اطاعت کا مزا دیتے ہیں روزے

آنکھوں پہ نہیں رہتا کوئی نفس کا پردہ
انسان کو انسان بنا دیتے ہیں روزے

آلائشیں دُھل جاتی ہیں سب قلب و نظر کی
کچھ رُوح کو اس طرح جلا دیتے ہیں روزے

اٹھی ہیں مساجد سے تلاوت کی صدائیں
اللہ کا پیغام سنا دیتے ہیں روزے

ڈھل جاتا ہے دل عجز کے سانچوں میں کچھ ایسا
چنگل سے تکبر کے چھڑا دیتے ہیں روزے

ہے جس کے لئے خُلدِ بریں منزل آخر
اُس راہ پہ ہستی کو لگا دیتے ہیں روزے

اک نور سا ہر سمت برستا ہے فضا میں
تطہیر کی خوشبو میں بسا دیتے ہیں روزے

رُوحوں میں اترتی ہے صدا ''ملہم حق'' کی
اللہ سے بندے کو ملا دیتے ہیں روزے

ہوتا ہے کچھ اس طرح درِ لطف و کرم وا
جو مانگے کوئی اُس سے سِوا دیتے ہیں روزے

مسائل روزہ

اسلامی عبادات کا دوسرا اہم رکن روزہ ہے۔ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس میں نفس کی تہذیب اس کی اصلاح اور قوتِ برداشت کی تربیت مدنظر ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جس دین میں مجاہدات نہ ہوں وہ دین ہمارے نزدیک کچھ نہیں۔''

(فتاویٰ احمدیّہ صفحہ 183)

صوم (روزہ) کے لغوی معنے رکنے اور کوئی کام نہ کرنے کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں طلوع فجر (صبح صادق) سے لیکر غروب آفتاب تک عبادت کی نیّت سے کھانے پینے اور جماع سے رُکے رہنے کا نام صوم یا روزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ.

رات کے وقت کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہیں سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے۔ یعنی فجر طلوع ہوجائے تو اس کے بعد رات آنے تک سارا دن روزہ کی تکمیل میں لگے رہو۔

(بقرہ: 188)

خُدا کی خاطر اور اُس کی رضا کے حصول کے لئے کھانے پینے اور جنسی خواہش سے رکنے کا حکم ہر قسم کی برائیوں سے بچنے کے لئے بطور علامت ہے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَ شَرَابَهٗ''

یعنی'' جو شخص روزہ میں جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کیا ضرورت''

(بخاری کتاب الصوم صفحہ 255)

جب اصل مقصد حاصل کرنے کا جذبہ ہی نہیں تو روزہ کا کیا فائدہ۔ اِسی طرح ایک اور موقعہ پر فرمایا:

''لَيْسَ الصِّيَامُ مِنَ الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ وَاِنَّمَا الصِّيَامُ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ فَاِنْ سَابَّكَ اَحَدٌ اَوْجَهِلَ عَلَيْكَ فَقُلْ اِنِّيْ صَائِمٌ اِنِّيْ صَائِمٌ فَكَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ صِيَامِهٖ اِلَّا الْجُوْعُ وَالْعَطَشُ وَكَمْ مِنْ قَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ قِيَامٍ اِلَّا السَّهَرُ.''

یعنی روزہ صرف کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں بلکہ ہر قسم کی بیہودہ باتیں کرنے اور فحش بکنے سے رُکنے کا مفہوم بھی اس میں شامل ہے۔ پس اے روزہ دار اگر کوئی شخص تجھے گالی دے یا غصہ دلائے تو تُو اسے کہدے کہ میں روزہ دار ہوں۔ جو شخص روزہ دار ہونے کے باوجود گالی گلوچ کرتا ہے تو اس کا روزہ صرف بھوکا پیاسا رہنا ہے جس سے اسے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

(دارمی بحوالہ مشکوٰۃ صفحہ 177)

قدیم مذاہب میں روزہ:

روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا وجود قدیم سے قدیم مذاہب میں بھی ملتا ہے۔ چنانچہ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ.

(بقرہ:184)

اے مسلمانو! تم پر روزہ رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں اور اس کی غرض تقویٰ کا حصول اور تہذیب نفس ہے۔

اسلامی روزوں اور قدیم مذاہب کے روزوں کی شکل میں گو اختلاف ہے مگر بنیادی عناصر سب میں مشترک ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ اَهْلِ الْكِتَابِ اَكْلَةُ السَّحَرِ."

ترجمہ: ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں ایک فرق سحری کھانا بھی ہے۔

(مسند دارمی باب فضل السحور صفحہ 154، حاشیہ)

مسلمان سحری کھا کر روزہ رکھتے ہیں اور اہل کتاب سحری نہیں کھاتے۔اسی طرح ہندو اپنے روزہ کے دوران میں کئی چیزیں کھا بھی لیتے ہیں پھر بھی ان کا روزہ قائم رہتا ہے گویا ان کے ہاں صرف بعض چیزوں سے پرہیز کا نام روزہ ہے۔عیسائیوں کے روزے بھی اسی قسم کے ہیں کہ کسی روزے میں گوشت نہیں کھانا، کسی میں خمیری روٹی نہیں کھانی۔بعض مذاہب میں پورے دن رات کا روزہ بغیر سحری کھائے ہوتا ہے۔وہ صرف شام کے وقت افطار کرتے ہیں۔کسی مذہب میں چار چار دن متواتر روزہ رکھنے کا حکم ہے۔بعض مذاہب میں ایسے روزے بھی پائے جاتے ہیں جن میں صرف ٹھوس غذا کھانے سے منع کیا گیا ہے۔اور ہلکی غذا دودھ پھل وغیرہ کے استعمال کی اجازت ہے۔

روزہ کی غرض:

روزہ اصلاح نفس کا ذریعہ ہے کیونکہ جہاں انسان خُدا کی خاطر لذّات کو ترک کر دیتا ہے وہاں اسے اپنے نفس کو زیادہ سے زیادہ نیکی پر قائم کرنے اور ہر قسم کی حرام اور نجس چیزوں سے پرہیز کی کوشش کرنے کا سبق بھی ملتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''روزوں کی غرض کسی کو بُھوکا یا پیاسا مارنا نہیں ہے۔اگر بھوکا مرنے سے جنت مل سکتی تو مَیں سمجھتا ہوں کافر سے کافر اور منافق سے منافق لوگ بھی اس کے لینے کے لئے تیار ہو جاتے کیونکہ بھوکا پیاسا مر جانا کوئی مشکل بات نہیں۔

درحقیقت مشکل بات اخلاقی اور روحانی تبدیلی ہے۔لوگ بھوکے تو معمولی معمولی باتوں پر رہنے لگ جاتے ہیں۔قید خانوں میں جاتے ہیں تو بُھوک ہڑتال (مرن برت) شروع کر دیتے ہیں اور برہمنوں کا تو یہ مشہور حیلہ چلا آتا ہے کہ جب لوگ ان کی کوئی بات نہ مانیں تو کھانا پینا چھوڑ دیتے ہیں۔پس بھوکا رہنا تو کوئی بڑی بات نہیں اور نہ یہ رمضان کی غرض ہے۔

رمضان کی اصل غرض یہ ہے کہ اس ماہ میں انسان خُدا تعالیٰ کے لئے ہر ایک چیز چھوڑنے کے لئے تیار ہو جائے اس کا بھوکا پیاسا رہنا علامت اور نشان ہوتا ہے اس بات کا کہ وہ اپنے ہر حق کو خُدا کے لئے چھوڑنے کے لئے تیار ہے۔کھانا پینا انسان کا حق ہے میاں بیوی کے تعلقات اس کا حق ہے اس لئے جو شخص ان باتوں کو چھوڑتا ہے وہ یہ بتاتا ہے کہ میں خُدا تعالیٰ کے لئے اپنا حق چھوڑنے کے لئے تیار ہوں۔ناحق کا چھوڑنا تو بہت ادنیٰ بات ہے اور کسی مومن سے یہ اُمید نہیں کی جاسکتی کہ وہ کسی کا حق مارے۔مومن سے جس بات کی اُمید کی جاسکتی ہے وہ یہی ہے کہ خُدا تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنا حق بھی چھوڑ دے۔لیکن اگر رمضان آئے اور یونہی گذر جائے اور ہم یہی کہتے رہیں کہ ہم اپنا حق کس طرح چھوڑ دیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے رمضان سے کچھ حاصل نہ کیا کیونکہ رمضان یہی بتانے کے لئے آیا تھا کہ خُدا کی رضا کیلئے اپنے حقوق بھی چھوڑ دینے چاہئیں۔''

(الفضل 30/مارچ 1926صفحہ5-6)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے تھے کہ:

''جو انسان روزہ میں اپنی چیزیں خدا کے لئے چھوڑتا ہے جن کا استعمال کرنا اس کے لئے کوئی قانونی اور اخلاقی جرم نہیں تو اس سے اسے عادت ہوتی ہے کہ غیروں کی چیزوں کو ناجائز طریق سے استعمال نہ کرے اور ان کی طرف نہ دیکھے اور جب وہ خُدا کے لئے جائز چیزوں کو چھوڑتا ہے تو اس کی نظر ناجائز چیزوں پر پڑ ہی نہیں سکتی۔''

(الفضل 17/ دسمبر 1966صفحہ8)

غرض جہاں روزہ سے تزکیہ نفس و تجلی قلب ہوتی ہے وہیں روزہ جسمانی، اخلاقی اور معاشرتی فوائد کا موجب بھی بن جاتا ہے اس سے کشفی طاقت بڑھتی اور ترقی پذیر ہوتی ہے۔جس طرح جسمانی روٹی سے جسم کو قوت ملتی ہے ایسا ہی روحانی روٹی (یعنی روزہ کی حالت) روح کو قائم رکھتی ہے اور اس سے روحانی قویٰ تیز تر ہوتے ہیں۔اِسی لئے فرمایا:

"اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ"

یعنی اگر تم روزہ رکھ ہی لیا کرو تو اس میں تمہارے لئے بڑی خیر ہے۔

(بقرہ:185)

قرآن کریم میں روزہ کو متقی بننے کا ایک مجرب نسخہ بتایا گیا ہے۔ یعنی اگر تم اس نسخہ پر عمل کرو گے تو متقی بن جاؤ گے۔ فرمایا:

"یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ".

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر بھی روزوں کا رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح اُن لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تا کہ تم روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچو۔

(بقرہ: 184)

"جس قدر بدیاں پیدا ہوتی ہیں ان کا منبع چار چیزیں ہیں باقی آگے اس کی فروع ہیں۔ وہ چار منابع یہ ہیں: اوّل، کھانا۔ دوئم، پینا۔ سوئم، شہوت۔ چہارم، حرکت سے بچنے کی خواہش۔

سب عیوب ان چاروں باتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان چاروں منبعوں کو بدی سے روکنے کے لئے روزے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے مثلاً ایک شخص خیانت اس لئے کرتا ہے کہ محنت سے بچنا چاہتا ہے یعنی محنت کر کے کھانا نہیں چاہتا اور دوسرے کا مال کھاتا ہے۔ لیکن روزہ دار کو رات کے زیادہ حصّہ میں اُٹھ کر عبادت کرنی پڑتی ہے۔ سحری کے لئے اُٹھتا ہے۔ سارا دن مونہہ بند رکھتا ہے۔ سوتا کم ہے۔ ایک ماہ تک روزے دار کو یہ تکلیف اٹھانی پڑتی ہے جس سے اس کا جسم عادی ہو جاتا ہے اور اس سے غفلت کی عادت کو دھکا لگتا ہے۔ پھر کھانے پینے اور شہوت سے بدیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ان کے لئے بھی روزہ رکھا گیا ہے۔ انسان کھانا پینا ترک کرتا ہے ضروریاتِ زندگی کو چھوڑتا ہے۔ پس جن ضرورتوں کے باعث انسان گناہ میں پڑتا ہے انہیں عارضی طور پر روک دیا جاتا ہے۔"

(الفضل 17/ دسمبر 1966)

روزہ کا جسمانی فائدہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ انسانی جسم تکالیف اور شدائد برداشت کرنے کا عادی ہو جاتا ہے اور اس وجہ سے اس میں قوت برداشت اور صبر کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں صحت کے برقرار رکھنے میں فاقہ کی طبّی اہمیت مسلّم ہے۔ اگر اعتدال پیشِ نظر رہے تو اس سے صحت میں نمایاں فرق پڑتا ہے۔ گویا روزہ جسم کی صحت کا ضامن ہے اور روحانی لحاظ سے تقویٰ کا منبع اور سرچشمہ ہے۔ اس سے خوش خلقی، عفت، دیانت، نیک چلنی اور تزکیہ نفس کی توفیق ملتی ہے۔ صبر و جرأت کی قوتوں کی نشو و نما ہوتی ہے۔ غرباء کی تکالیف کا احساس ہوتا ہے اور ان کی مدد کرنے کا جذبہ بڑھتا ہے اور اس طرح اقتصادی اور طبقاتی مساوات کے رجحانات کو فروغ ملتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ صحت بھی برقرار رہتی ہے۔

روزہ رکھنے والے کا درجہ:

حدیث قدسی ہے:

"کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَہٗ اِلَّا الصِّیَامُ فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ وَالصِّیَامُ جُنَّۃٌ."

یعنی انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے اس لئے میں خود اس کی جزا بنوں گا۔ (کیونکہ وہ اپنی تمام خواہشات اور کھانے پینے کو میری خاطر چھوڑ دیتا ہے۔)

(بخاری کتاب الصوم صفحہ 255)

نیز فرمایا:

"وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَخَلُوْفُ فَمِ الصَّآئِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ"

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے روزے دار کے مُنہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ پاکیزہ اور خوشگوار ہے۔

(بخاری کتاب الصوم صفحہ 255)

اسی طرح فرمایا:

"مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ".

جوشخص ایمان کے تقاضے کے مطابق اور ثواب کی نیت سے رات کو اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اور روزہ رکھتا ہے اس کے گذشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

(بخاری کتاب الصوم صفحہ 260)

روزوں کی اقسام:

متعدد قسموں کے روزوں کا ذکر قرآن وحدیث میں پایا جاتا ہے مثلاً فرض روزے، نفلی روزے۔ فرض روزوں کی مثال جیسے رمضان کے روزے۔ رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضاء۔ کفّارہ ظہار کے روزے، کفّارہ قتل کے روزے۔ عمداً رمضان کا روزہ توڑ دینے کی سزا کے ساٹھ روزے، کفّارہ قسم کے روزے، نذر کے روزے، حج تمتع یا حج قِران کے روزے، بحالتِ احرام شکار کرنے کی وجہ سے روزہ، بحالت احرام سر منڈوانے کی وجہ سے روزہ۔

دوسری قسم نفلی روزوں کی ہے جیسے شوال کے چھ روزے، عاشورہ کا روزہ، صوم داوٗد علیہ السلام یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن افطار، یوم عرفہ کا روزہ، ہر اسلامی مہینے کی 15,14,13 تاریخ کا روزہ۔

بعض دنوں میں روزہ رکھنا منع اور مکروہ ہے مثلاً صرف ہفتہ یا جمعہ کے دن کو خاص کر کے روزہ رکھنا، پارسیوں کی طرح نیروز و مہرگان کے دن روزہ رکھنا، صوم دہر یعنی بلا ناغہ مسلسل روزے رکھتے چلے جانا، عید کے دن اور ایام تشریق یعنی 13,12,11 ذوالحجہ کو روزہ رکھنا سخت منع ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری)

رمضان کے روزے: ماہ رمضان اور اس کی فضیلت

ماہ رمضان کو خُدا تعالیٰ نے ایک اہم اور بابرکت مہینہ قرار دیا ہے۔ قرآن کریم کے نزول کا آغاز اسی مہینہ میں ہوا۔ فرمایا:

"شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ".

رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس کے بارہ میں قرآن کریم نازل کیا گیا ہے وہ قرآن جو تمام انسانوں کے لئے ہدایت بنا کر بھیجا گیا ہے۔

(بقرہ:186)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے:

"اِذَا جَآءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَ غُلِقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ".

اس بابرکت مہینہ میں جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں۔

(بخاری کتاب الصوم صفحہ 255)

یعنی یہ مبارک مہینہ فضلِ الٰہی اور رحمتِ خُداوندی کو جذب کرنے کا ایک بابرکت مہینہ ہے اس مہینہ میں خصوصاً اس کے آخری عشرہ میں آنحضرت ﷺ بکثرت دعائیں مانگا کرتے اور بہت زیادہ صدقہ وخیرات کیا کرتے تھے۔

روزہ کس پر فرض ہے؟

رمضان کے روزے ہر بالغ عاقل تندرست مقیم مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہیں۔ مسافر اور بیمار کو یہ رعایت ہے کہ وہ دوسرے ایام میں ان روزوں کو پورا کر لیں۔ جو اس ماہ میں ان سے رہ گئے ہیں۔ مستقل بیمار جنہیں صحت یاب ہونے کی کبھی امید نہ ہو یا ایسے کمزور وناتواں ضعیف جنہیں بعد میں بھی روزہ رکھنے کی طاقت نہ ملے۔ اسی طرح ایسی مرضعہ اور حاملہ جو تسلسل کے ساتھ ان عوارض سے دوچار رہتی ہے۔ ایسے معذور حسب توفیق روزوں کے بدلہ میں فدیہ ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

" مَنْ کَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ وَ عَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ".

تم میں سے جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اُسے اور دنوں میں تعداد پوری کرنی ہوگی اور اُن لوگوں پر جو اس یعنی روزہ کی طاقت نہ رکھتے ہوں بطور فدیہ ایک مسکین کا کھانا دینا بشرط استطاعت واجب ہے۔

(بقرہ:185)

روزہ کب رکھنا چاہیئے:

رمضان کے روزوں کے لئے حکم ہے کہ

" لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوُاالْهِلَالَ "

جب تک ماہ رمضان کا چاند نظر نہ آجائے روزہ نہ رکھو۔

یہ رؤیت نظری بھی ہو سکتی ہے اور علمی بھی۔ رؤیت علمی کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ شعبان کے پُورے تیس دن گزر چکے ہوں یا باتفاقِ علماءِ امت ایسا حسابی کیلنڈر بنا لیا جائے جس میں چاند نکلنے کا پُورا پُورا حساب ہو اور غلطی کا امکان نہ رہے۔

ریڈیو وغیرہ کے ذریعہ چاند نکلنے کی خبر شرعاً معتبر ہے اس کے مطابق حسب فیصلہ اربابِ علم و اقتدار عمل کیا جائے گا۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ جگہ جہاں چاند دیکھا گیا ہے اور جہاں خبر پہنچی ہے دونوں کا افق اور مطلع ایک ہو ورنہ یہ خبر قابلِ عمل نہ ہوگی۔ یعنی اگر دونوں علاقوں کا فاصلہ بہت زیادہ ہو جیسے برطانیہ اور پاکستان تو یہ خبر ان علاقوں کے لحاظ سے ایک دوسرے کے لئے قابل عمل نہ ہوگی۔

اگر مطلع صاف نہ ہو ابر یا گہری دھند ہو تو رمضان کے چاند کی رؤیت کے ثبوت کے لئے ایک معتبر عادل آدمی کی گواہی قبول کی جا سکتی ہے۔ لیکن افطار اور عید الفطر منانے کے فیصلہ کے لئے کم از کم دو عادل آدمیوں کی گواہی ضروری ہے۔

(ترمذی کتاب الصوم باب الصوم با لشهادة صفحه87)

روزہ کے لئے نیت ضروری ہے:

جس شخص کا روزہ رکھنے کا ارادہ ہو اسے روزہ رکھنے کی نیت ضرور کرنی چاہیئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے:

"مَنْ لَّمْ يَجْمَعِ الصَّوْمَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَـلَا صِيَامَ لَهٗ"

جو صبح سے پہلے روزہ کی نیت نہ کرے اس کا کوئی روزہ نہیں۔

(ترمذی کتاب الصوم باب الصیام لمن لم بعزم من الیل صفحه 91)

نیت کرنے کے لئے کوئی معین الفاظ زبان سے ادا کرنے ضروری نہیں۔

نیت دراصل دل کے اس ارادے کا نام ہے کہ وہ کس لئے کھانا پینا چھوڑ رہا ہے۔

نفلی روزہ میں دن کے وقت دو پہر سے پہلے پہلے (بشرطیکہ نیت کرنے کے وقت تک کچھ کھایا پیا نہ ہو) روزہ کی نیت کر سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی عذر ہو مثلاً رمضان کا چاند نکلنے کی خبر طلوع فجر کے بعد ملی ہو اور ابھی کچھ کھایا پیا نہ ہو تو اس وقت روزہ کی نیت کر سکتے ہیں اور ایسے شخص کا اس دن کا روزہ ہو جائے گا۔

روزہ رکھنے اور افطار کرنے کا وقت:

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوْاالصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ.

کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہیں صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے۔ اس کے بعد صبح سے رات تک روزوں کی تکمیل کرو۔

(بقرہ: 188)

حدیث میں ہے:۔

اِذَا اَقْبَلَ الَّيْلُ وَاَدْبَرَ النَّهَارُ وَ غَابَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ.

جب دن چلا جائے رات آجائے، سورج ڈوب جائے تو روزہ افطار کرلو۔

(ترمذی باب اذا اقبل اللیل)

آدھی رات کو اُٹھ کر سحری کھالینا یا بغیر سحری کھائے روزہ رکھنا مسنون نہیں۔ اصل برکت اور اتباعِ سنت اس میں ہے کہ طلوع فجر سے تھوڑا پہلے انسان کھا پی لے۔ اس کے بعد روزہ کی نیت کرے۔ آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کا یہی طریق تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

"تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِيْ السَّحُوْرِ بَرَكَةً".

سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔

(بخاری باب برکة السحور صفحه275)

موجودہ زمانہ میں طلوع فجر یعنی صبح صادق کا اندازہ بذریعہ گھڑی اس طرح لگایا جاسکتا ہے کہ کسی دن سورج نکلنے کا وقت نوٹ کرلیا جائے اور اس سے قریبًا ایک گھنٹہ بائیس منٹ پہلے تک سحری کھالی جائے۔حدیث میں ہے:۔

تَسَحَّرْنَا ثُمَّ قُمْنَا اِلَی الصَّلٰوۃِ.

کہ سحری کھانے کے بعد ہم نماز کے لئے کھڑے ہوجاتے۔

(ترمذی کتاب الصوم باب تاخیر السحور)

سحری کھانے اور نماز فجر میں تقریبًا پچاس آیتیں تلاوت کرنے کے برابر وقفہ ہوتا تھا۔ایک اور حدیث میں ہے:۔

كُنْتُ أَتَسَحَّرُ فِيْ اَهْلِيْ ثُمَّ تَكُوْنُ سُرْعَةٌ بِيْ
اَنْ اُدْرِکَ صَلٰوۃَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ.

کہ سحری کھانے کے بعد نمازِ فجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پانے کے لئے ہمیں جلدی ہوتی تھی۔

(بخاری کتاب مواقیت الصلٰوۃ باب وقت الفجر صفحہ 82)

وقتِ افطار:

غروب آفتاب کے ایک دو منٹ بعد روزہ افطار کر لینا چاہیئے۔غیر معمولی تاخیر درست نہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَّا عَجَّلُوْا الْفِطْرَ.

کہ روزہ افطار کرنے میں جب تک لوگ جلدی کرتے رہیں گے اس وقت تک خیر و برکت بھلائی اور بہتری حاصل کرتے رہیں گے۔

(بخاری باب تعجیل الافطار صفحہ 263)

ایک اور حدیث ہے:۔

عَنْ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِرَجُلٍ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ لَوْ اَمْسَيْتَ قَالَ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ لَوْ اَمْسَيْتَ قَالَ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ اِنَّ عَلَيْنَا نِهَارًا قَالَ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهٗ فَشَرِبَ ثُمَّ قَالَ اِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ اَقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا وَاَشَارَ بِيَدِهٖ نَحْوَ الْمَشْرِقِ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ.

حضرت ابی اوفیٰ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں مَیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا غروب آفتاب کے بعد حضورؐ نے ایک شخص کو افطاری لانے کا ارشاد فرمایا۔اس شخص نے عرض کی حضور ذرا تاریکی ہو لینے دیں۔آپ نے فرمایا افطاری لاؤ۔اس شخص نے پھر عرض کی کہ حضور ابھی تو روشنی ہے۔حضور نے فرمایا افطاری لاؤ۔وہ شخص افطاری لایا۔آپؐ نے روزہ افطار کرنے کے بعد فرمایا کہ جب تم غروب آفتاب کے بعد مشرق کی طرف سے اندھیرا اُٹھتے دیکھو تو افطار کرلیا کرو۔مغرب کی طرف نہ دیکھتے رہو کہ اس طرف روشنی غائب ہوئی ہے یا نہیں۔

(مسلم کتاب الصوم باب بیان وقت انقضاء الصوم صفحہ 456)

روزہ کس چیز سے افطار کرنا چاہیے؟

روزہ کھجور، دودھ، سادہ پانی سے کھولنا مسنون ہے۔

اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى تَمَرٍ فَاِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُفْطِرْ
عَلٰى مَاءٍ فَاِنَّهٗ طَهُوْرٌ

جب روزہ افطار کرنا ہو تو کھجور سے افطار کرے کیونکہ اس میں برکت ہے۔اگر یہ میسر نہ ہو تو پانی سے روزہ افطار کرلے کیونکہ یہ بہت پاک چیز ہے۔

(ترمذی باب ما یستحب علیه الافطار صفحہ 87-88)

افطار کرتے وقت یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ

اے اللہ میں نے تیری خاطر ہی روزہ رکھا ہے اور تیرے ہی رزق سے میں نے افطار کیا ہے۔ (ابو داؤد باب القول عند الافطار صفحہ 322)

بعد افطار یہ کہے:۔

ذَهَبَ الظَّمْأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَ ثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآ ءَ اللّٰهُ

پیاس دور ہوگئی اور رگیں تر وتازہ ہوگئیں اور اجر ثابت ہوگیا اگر خدا تعالیٰ چاہے۔
(ابو داؤد کتاب الصوم باب القول عند الافطار صفحہ 321)

کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرانا بہت ثواب کا کام ہے۔ روزہ افطار کرانے والے کو روزہ دار جتنا ثواب ملتا ہے۔

مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ غَيْرَ اَنَّهٗ لَا يَنْقُصُ مِنْ اَجْرِا لصَّائِمِ شَيْءٌ.

آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو روزہ افطار کرائے اسے روزہ رکھنے کے برابر ثواب ملے گا لیکن اس سے روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔
(ترمذی کتاب الصوم باب فضل من فَطَّرَ صائِمًا صفحہ 100)

نواقصِ روزہ:

عمداً کھانے پینے اور جماع یعنی جنسی تعلق قائم کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ انیما کرانے، ٹیکہ لگوانے اور جان بوجھ کر قے کرنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

حدیث ہے:۔

مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءَ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ وَمَنِ اسْتَقَاءَ عَمَدًا فَلْيَقْضِ.

اگر کسی روزہ دار کو بے اختیار قے آجائے تو اس پر روزہ کی قضا نہیں۔ لیکن جو روزہ دار جان بوجھ کر قے کرے تو وہ روزہ قضاء کرے۔
(ترمذی باب من استقاء عمداً صفحہ 90)

رمضان کا روزہ عمداً توڑنے والے کے لئے اس روزہ کی قضاء کے علاوہ کفارہ (یعنی بطور سزا) ساٹھ روزے متواتر رکھنا بھی واجب ہے۔

اگر روزہ رکھنے کی استطاعت نہ ہو تو اپنی حیثیت کے مطابق ساٹھ غریبوں کو کھانا کھلانا اکٹھے بٹھا کر یا متفرق طور پر یا ایک غریب کو ہی ساٹھ دن کے کھانے کا راشن دے دینا یا اس کی قیمت ادا کرنا کافی ہے۔

اگر کھانا کھلانے کی بھی استطاعت نہ ہو تو اُسے اللہ تعالیٰ کے رحم اور اُس کے فضل پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔
(بخاری باب اذا جامع فی رمضان ولم یکن له شئ صفحہ259)

اگر کوئی غلطی سے رمضان کا روزہ کھول لے تو کوئی گناہ نہیں لیکن اس روزہ کی قضاء ضروری ہے۔ اگر روزہ دار ہونے کی صورت میں عورت کے خاص ایام شروع ہو جائیں یا بچہ پیدا ہو تو روزہ ختم ہو جائے گا البتہ بعد میں ان ایام کے روزوں کی قضاء واجب ہے۔

وہ امور جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

اگر کوئی بھول کر کچھ کھا پی لے تو اس کا روزہ علیٰ حالہ باقی رہے گا اور کسی قسم کا نقص اس کے روزہ میں واقع نہیں ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

اِذَا نَسِيَ اَحَدُكُمْ فَاَكَلَ اَوْ شَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ.

اگر کوئی شخص بھول کر روزہ میں کچھ کھا پی لے تو اس سے اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ کھلا پلا رہا ہے۔
(بخاری کتاب الصوم باب الصائم ازا اکل او شرب ناسیًاصفحہ259)

اگر بلا اختیار حلق میں یا پیٹ میں دھواں، گرد وغبار، مکھی، مچھر، کلی کرتے وقت چند قطرے پانی چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح کان میں پانی جانے یا دوا ڈالنے، بلغم نگلنے، بلا اختیار قے آنے، آنکھ میں دَوا ڈالنے، نکسیر پھوٹنے، دانت سے خون جاری ہونے، چیچک کا ٹیکہ لگوانے، مسواک یا برش کرنے، خوشبو سونگھنے، ناک میں دَوا چڑھانے، سر یا داڑھی پر تیل لگانے، بچے یا بیوی کا بوسہ لینے، دن کے وقت سوتے میں احتلام ہو جانے یا سحری کے وقت غسل جنابت نہ کرسکنے کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(بخاری قول النبی ,159 ، ترمذی 90)

دن کے وقت عورت سرمہ لگا سکتی ہے۔مرد کے بارے میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:۔

لَا نَکْتَحِلْ بِا لنَّهَارِ وَ اَنْتَ صَائِمٌ وَاکْتَحِلْ لَيْلًا.

اے عزیز بحالتِ روزہ سرمہ نہ لگا البتہ رات کو لگا سکتے ہو۔

(مسند دارمی باب الکحل للصائم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''دن کو سرمہ لگانے کی ضرورت ہی کیا ہے رات کو لگائے''

(بدر 7/3/1907)

روزہ نہ رکھنے والے:

رمضان کا روزہ بلا عذر یا معمولی معمولی باتوں کو عذر بنا کر ترک کرنا درست نہیں ایسے لوگ جو جان بوجھ کر روزہ نہیں رکھتے ان کے متعلق آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:۔

"مَنْ اَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَلَا مَرَضٍ فَلَا يَقْضِيْهِ صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ وَلَوْ صَامَ الدَّهْرِ "

جو شخص بلا عذر رمضان کا ایک روزہ بھی ترک کرتا ہے وہ شخص اگر بعد میں تمام عمر بھی اس روزہ کے بدلہ میں روزے رکھے تو بھی بدلہ نہیں چکا سکے گا۔ اور اس غلطی کا تدارک نہیں ہو سکے گا۔

(مسند دارمی باب من افطر یوماً من رمضان متعمداً 156)

روزہ رکھ کر سفر شروع کرنا:

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

''سفر کے متعلق میرا عقیدہ اور خیال یہی ہے ممکن ہے بعض فقہاء کو اس سے اختلاف ہو کہ جو سفر سحری کے بعد شروع ہو کر شام کو ختم ہو جائے وہ روزہ کے لحاظ سے سفر نہیں۔ سفر میں روزہ رکھنے سے شریعت روکتی ہے۔ مگر روزہ میں سفر کرنے سے نہیں روکتی، پس جو سفر روزہ رکھنے کے بعد شروع ہو کر افطاری سے پہلے ختم ہو جائے وہ روزہ کے لحاظ سے سفر نہیں۔ روزہ میں سفر ہے۔ سفر میں روزہ نہیں''۔

(الفضل 25/ ستمبر 1942)

روزہ توڑنے کا کفارہ:

''جو شخص جان بوجھ کر روزہ توڑ دے وہ سخت گنہگار ہے۔ ایسے شخص پر بغرض توبہ کفارہ واجب ہوگا۔ یعنی پے در پے اُسے ساٹھ روزے رکھنے پڑیں گے یا ساٹھ مسکینوں کو اپنی حیثیت کے مطابق کھانا کھلانا پڑے گا یا ہر مسکین کو دو سیر گندم یا اس کی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ توبہ کے سلسلے میں اصل چیز حقیقی ندامت ہے جو دل کی گہرائیوں میں پیدا ہوتی ہے اگر یہ کیفیت انسان کے اندر پیدا ہو جائے لیکن اس کو ساٹھ روزے رکھنے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی استطاعت نہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کے رحم اور اس کے فضل پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ اس صورت میں استغفار ہی اس کے لئے کافی ہوگا۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور دُہائی دینے لگا، یا حضرتؐ میں ہلاک ہو گیا۔ حضور نے فرمایا کہ کس نے تجھے ہلاک کیا ہے؟

اس نے عرض کی کہ حضورؐ روزہ کی حالت میں مَیں اپنی بیوی کے پاس چلا گیا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا کیا تُو غلام آزاد کر سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر حضورؐ نے پوچھا ساٹھ روزے مسلسل رکھ سکتا ہے؟ اس نے عرض کی حضورؐ نہیں اگر ایسا ہو سکتا اور شہوانی جوش روک سکتا تو یہ غلطی سرزد کیوں ہوتی۔ حضورؐ نے فرمایا تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو۔ اُس نے کہا غربت ایسا کرنے سے مانع ہے۔ حضورؐ نے فرمایا تو پھر بیٹھو۔ اتنے میں کوئی شخص ایک ٹوکری کھجوروں کی لے آیا۔ آپ نے فرمایا اُٹھا لے۔ اور اسے مسکینوں کو کھلا دے۔ ٹوکری لے کر عرض کرنے لگا۔ مجھ سے زیادہ اور کون غریب ہوگا۔ مدینہ بھر میں سب سے زیادہ محتاج ہوں۔ حضورؐ اس کی لجاجت پر کھلکھلا کر ہنس پڑے اور فرمایا جاؤ اپنے اہل و عیال کو ہی کھلا دو۔''

روزہ کی حالت میں بھول کر کچھ کھا لینا:

''اگر یاد نہ رہے اور بُھول کر انسان کچھ کھا پی لے تو اس کا روزہ علیٰ حالہٖ باقی رہے گا اور کسی قسم کا نقص اس کے روزے میں واقع نہیں ہوگا بلکہ ایسی صورت میں بہتر ہے کہ اگر کوئی بھول کر کچھ کھانے پینے لگ جائے تو پاس کے لوگ اسے یاد نہ دلائیں۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے کھلا پلا رہا ہے پھر انہیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ اس میں روک ثابت ہوں۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ:۔

إِذَا أَكَلَ الصَّائِمُ نَاسِيًا أَوْ شَرِبَ نَاسِيًا فَإِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ سَاقَهُ اللّٰهُ وَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ وَلَا كَفَّارَةٌ"

یعنی کوئی روزہ دار بھول کر کھا پی لے تو اسے پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ یہ تو رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے اسے دیا نہ اس پر قضاء ہے نہ کفارہ ہے۔

(دار قطنی کتاب الصوم صفحہ 237باب الشهادة علی رویت الهلال)

البتہ اگر کوئی شخص غلطی سے روزہ توڑ بیٹھے مثلاً روزہ یاد تھا مگر یہ سمجھ کر روزہ کھول لیا کہ سورج ڈوب گیا ہے بعد میں معلوم ہوا کہ ابھی سورج غروب نہیں ہوا تو ایسی صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس کی تو قضاء ضروری ہوگی لیکن اس غلطی کی وجہ سے نہ تو وہ گنہگار ہے اور نہ اس پر کوئی کفارہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

نزلہ میں روزہ نہیں رکھنا چاہیئے:

" میرے نزدیک نزلہ خواہ کتنا ہی خفیف کیوں نہ ہو ایسی بیماری ہے جس کا روزہ سے تعلق ہے اور ایسے لوگوں کے لئے جنہیں نزلہ ہوتا ہے روزے رکھنے بہت مضر اور بڑے نقصان کا موجب ہوتے ہیں۔ نزلہ کے نتیجہ میں انسان کو پیاس زیادہ لگتی ہے۔ اب روزے کے ساتھ جب وہ پیاس کو دبائے گا تو وہ اور بھی زیادہ بڑھے گی اور یہ نزلہ کے لئے بہت مضر ہے۔ پس بسا اوقات بعض بیماریاں دیکھنے میں تو معمولی ہوں گی لیکن روزے سے تعلق رکھنے کی وجہ سے ان کا نقصان بہت بڑا ہوگا اس لئے بیماری میں روزہ نہ رکھنا چاہیئے۔"

(الفضل 11/اپریل 1935)

"جو شخص روزہ رکھنے سے بیمار ہو جاتا ہے خواہ وہ پہلے سے بیمار نہ ہو اُس کے لئے روزہ معاف ہے۔ اگر اس کی حالت ہمیشہ ایسی رہتی ہو تو کبھی اُس پر روزہ واجب نہ ہوگا۔ اور اگر کسی موسم میں ایسی حالت ہو تو دوسرے وقت میں رکھ لے۔ ہاں تقویٰ سے کام لے کر خود سوچ کر صرف عذر نہ ہو بلکہ حقیقی بیماری ہو۔"

(الفضل 22/مئی 1922)

"بیماری میں روزہ جائز نہیں اور ذیابیطس میں تو بہت ہی مضر ہے۔"

(الفضل 15/جولائی 1915)

روزہ رکھنے کی عمر:

"۔۔۔15 سال کی عمر سے روزہ رکھنے کی عادت ڈالنی چاہیئے اور 18 سال کی عمر میں روزے فرض سمجھنے چاہئیں۔ مجھے یاد ہے جب ہم چھوٹے تھے ہمیں بھی روزہ رکھنے کا شوق ہوتا تھا مگر حضرت مسیح موعودؑ ہمیں روزہ رکھنے نہیں دیتے تھے۔"

(الفضل 11/اپریل 1925)

شوال کے روزے:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا طریق تھا کہ شوال کے مہینہ میں عید کا دن گزارنے کے بعد چھ روزے رکھتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت صاحب نے اس کا اہتمام کیا تھا کہ قادیان میں عید کے بعد چھ دن تک رمضان ہی کی طرح اہتمام تھا۔ آخر میں چونکہ حضرت صاحب کی عمر زیادہ ہوتی گئی تھی اور بیمار بھی رہتے اس لئے دو تین سال بعد آپ نے روزے نہیں رکھے۔ جن لوگوں کو علم نہ ہو وہ سن لیں اور جو غفلت میں ہوں ہوشیار ہو جائیں کہ سوائے ان کے جو بیمار اور کمزور ہونے کی وجہ سے معذور ہیں چھ روزے رکھیں۔ اگر مسلسل نہ رکھ سکیں تو وقفہ ڈال کر بھی رکھ سکتے ہیں۔"

(الفضل 8/جون 1922)

یہ روزے 2/شوال سے شروع کرنے چاہئیں۔ اس بارے میں حدیث ہے کہ:

حضرت ابو ایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان کے روزے رکھے۔ اس کے بعد (عید کا دن چھوڑ کر) شوال کے بھی چھ روزے رکھے اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جیسے اس نے سال بھر کے روزے رکھے ہوں (کیونکہ ایک روزے کا دس گنا ثواب ملتا ہے۔ اس طرح چھتیس روزوں کا تین سو ساٹھ گنا ثواب ملے گا۔)

(مسلم کتاب الصیام باب استحباب صوم ستة ایام من شوال)

(ماخوذ از فقہ احمدیہ (عبادات))

مسائل اعتکاف

اعتکاف کے لغوی معنے کسی جگہ میں بند ہو جانے یا ٹھہرے رہنے کے ہیں۔اسلامی اصطلاح میں

اَللُّبْثُ فِیْ الْمَسْجِدِ مَعَ الصَّوْمِ وَنِیَّةِ الْاِعْتِکَافِ

(ہدایہ باب الاعتکاف)

روزہ کی طرح اعتکاف کا بھی وجود دیگر مذاہب میں ملتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:۔

"وَعَهِدْنَا اِلٰی اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّائِفِیْنَ وَالْعَاکِفِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ."

ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو تاکیدی حکم دیا تھا کہ میرے گھر (خانہ کعبہ) کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک اور صاف رکھو۔

(سورۃ بقرہ: 126)

اسی طرح حضرت مریم علیہا السلام کے متعلق آتا ہے:۔

"وَاذْکُرْ فِی الْکِتَابِ مَرْیَمَ اِذِانْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَکَانًا شَرْقِیًّا فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا."

(سورۃ مریم: 18,17)

یعنی حضرت مریمؑ کچھ عرصہ کے لئے اپنے رشتہ داروں کو چھوڑ کر عبادت کی خاطر ایک الگ تھلگ مقام کی طرف چلی گئیں تھیں جہاں انہیں ایک عظیم فرزند کی بشارت ملی تھی۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعثت سے قبل کے ایام میں دنیوی اشغال سے فارغ ہو کر غارِ حرا میں یادِ خداوندی میں مشغول رہنا بھی ایک رنگ کا اعتکاف ہی تھا۔اعتکاف انسان جب چاہے اور جس دن چاہے بیٹھ سکتا ہے لیکن رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنا مسنون ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتکاف کے بارے میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اعْتَکَفَ اَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ.

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی وفات تک یہ معمول رہا کہ آپ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔آپ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات بھی اس سنت کی پیروی کرتی رہیں۔

(بخاری صفحہ 271 و مسلم کتاب الاعتکاف العشر الاواخر صفحہ 497)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ القدر کی تلاش کرنے والوں کو رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔چنانچہ آپؐ کا ارشاد ہے:۔

قِیْلَ لِیْ اَنَّهَا فِیْ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْکُمْ اَنْ یَعْتَکِفَ فَلْیَعْتَکِفْ. فَاعْتَکَفَ النَّاسُ مَعَهُ.

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ میں ہے۔تم میں سے جو شخص اعتکاف بیٹھنا چاہے وہ اس عشرہ میں بیٹھے۔

(مسلم باب فضل لیلۃ القدر صفحہ 494)

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں:

"اِعْتَکَفْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ قَالَ فَخَرَجْنَا صَبِیْحَةَ عِشْرِیْنَ قَالَ فَخَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَبِیْحَةَ عِشْرِیْنَ فَقَالَ اِنِّیْ رَاَیْتُ لَیْلَةَ الْقَدْرِ وَاِنِّیْ نُسِّیْتُهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِیْ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فِیْ الْوِتْرِ. فَاِنِّیْ رَاَیْتُ اَنِّیْ اَسجدفی ماءٍ وطین....."

یعنی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف بیٹھے۔30 رمضان کی صبح کو ہم اعتکاف سے باہر نکل آئے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ارشاد فرمایا کہ میں نے خواب میں لیلۃ القدر دیکھی لیکن

مجھے وہ دن یاد نہیں رہا۔ البتہ اس قدر یاد ہے کہ میں اس رات پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں (یعنی اس رات بارش ہوگی) سوتم آخری عشرہ کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔

(بخاری باب الاعتکاف صفحہ 272، مسلم فضل لیلۃ القدر والحث علی طلبہا صفحہ 494)

اعتکاف کے لئے کوئی میعاد مقرر نہیں۔ یہ بیٹھنے والے کی مرضی پر منحصر ہے جتنے دن بیٹھنا چاہے بیٹھے۔

(ہدایہ صفحہ190 فقہ مذاہب اربعہ صفحہ946 اُردو)

تاہم مسنون اعتکاف جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل سے ثابت ہے یہ ہے کہ کم از کم اعتکاف دس دن کا ہوتا ہے:۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِيْ كُلِّ رَمَضَانَ عَشْرَةَ اَيَّامٍ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ اِعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ.

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ماہ رمضان میں دس دن اعتکاف بیٹھا کرتے تھے البتہ جس سال آپؐ کی وفات ہوئی اس سال آپؐ بیس دن کا اعتکاف بیٹھے۔

(بخاری باب الاعتکاف فی العشر صفحہ 274)

اعتکاف بیس رمضان کی نماز فجر سے شروع کرنا چاہیئے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں واضح طور پر موجود ہے کہ آپ دس دن کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور دس دن اسی صورت میں مکمل ہوتے ہیں جبکہ 20/رمضان کی صبح کو اعتکاف بیٹھا جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کے بعد اپنے معتکف میں قیام پذیر ہو جاتے۔ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِيْ كُلِّ رَمَضَانَ فَاِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ حَلَّ مَكَانَهُ الَّذِيْ اعْتَكَفَ فِيْهِ.

(بخاری باب الاعتکاف فی شوال صفحہ 273)

ایک روایت میں ہے کہ:۔

اِذَا اَرَادَ اَنْ يَعْتَكِفَ صَلَّى الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ مُعْتَكَفَهُ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو نماز فجر ادا کرنے کے بعد اپنے معتکف میں جو اس غرض کے لئے تیار کیا جاتا چلے جایا کرتے تھے۔

(مسلم باب متی یدخل من اراد الاعتکاف صفحہ 497)

اعتکاف کے لئے موزوں اور مناسب جگہ جامع مسجد ہے جیسا کہ قرآن میں ذکر ہے:۔

"وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ"

(بقرہ: 188)

کیونکہ مساجد ہی اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی عبادت کے لئے مخصوص ہیں اور احادیث میں مسجد میں ہی اعتکاف بیٹھنے کی تاکید ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:۔

"لَا اِعْتِكَافَ اِلَّا فِيْ مَسْجِدٍ جَامِعٍ"

(ابو داؤد کتاب الاعتکاف باب المعتکف یعود المریض صفحہ 335)

گو مجبوری کی بناء پر مسجد کے باہر بھی اعتکاف ہو سکتا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

''مسجد کے باہر اعتکاف ہو سکتا ہے مگر مسجد والا ثواب نہیں مل سکتا۔''

(الفضل 6/ مارچ 1962)

عورت بھی مسجد میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے لیکن گھر میں نماز کے لئے ایک الگ جگہ مخصوص کر کے وہاں اعتکاف بیٹھنا اس کے لئے زیادہ بہتر ہے۔ ہدایہ میں ہے:۔

"اَمَّا الْمَرْاَةُ تَعْتَكِفُ فِيْ مَسْجِدِ بَيْتِهَا"

(ہدایہ باب الاعتکاف صفحہ 190)

معتکف کے لئے حوائج ضروریہ کے علاوہ کسی اور وجہ سے مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں۔ یہاں تک کہ عام نہانے اور بال کٹوانے کے لئے بھی مسجد سے باہر نہیں آنا چاہیئے۔ البتہ ضروری امور مثلاً وضوء، غسل جنابت کے لئے مسجد سے نکلنا جائز ہی

نہیں بلکہ ضروری ہے۔

اعتکاف کے دوران اگر عورت کو ماہواری ہوجائے تو وہ اعتکاف ترک کردے۔ اس حالت میں اس کا مسجد میں رہنا درست نہیں ہوگا۔

معتکف ذکر الٰہی اور عبادت میں زیادہ سے زیادہ وقت صرف کرے۔ فضول باتوں میں وقت ضائع کرنا درست نہیں اور نہ بالکل خاموش رہنا درست ہے کیونکہ اسلام میں ''چُپ'' کا روزہ نہیں ہے۔

''وَلَا يَتَكَلَّمُ اِلَّا بِخَيْرٍ وَيُكْرَهُ لَهُ الصَّمْتُ لِاَنَّ صَوْمَ الصَّمْتِ لَيْسَ بِقُرْبَةٍ''.

(ہدایہ باب الاعتکاف صفحہ 192)

اعتکاف کی اہمیت

رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معتکف کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

اخرج البیهقی عن عطاء الخراسانی قال ان مثل المعتکف مثل المحرم القی نفسه بین یدی الرحمٰن فقال و اللّٰه لا ابرح حتی ترحمنی.

یعنی معتکف کلّی طور پر اپنے آپ کو خُدا کے حضور میں ڈال دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اے خُدا مجھے تیری ہی قسم مَیں یہاں سے نہیں ہٹوں گا یہاں تک کہ تُو مجھ پر رحم فرمائے۔

(در منثور صفحہ202جلداوّل زیر آیت و انتم عاکفون فی المساجد)

نیز فرمایا:

مَنِ اعْتَكَفَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ جَعَلَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ ثَلَاثَ خَنَادِقَ اَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ.

یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک دن اعتکاف بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین ایسی خندقیں بنا دے گا جن کے درمیان مشرق و مغرب کے مابین فاصلہ سے بھی زیادہ فاصلہ ہوگا۔

(در منثور صفحہ 202جلد اوّل بحوالہ طبرانی اوسط وبیہقی)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْمُعْتَكِفِ هُوَ يَعْتَكِفُ عَنِ الذُّنُوْبِ وَيَجْرِيْ لَهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا.

یعنی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کرنے والے کے متعلق فرمایا کہ معتکف اعتکاف کی وجہ سے جملہ گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اُسے ان نیکیوں کا بدلہ جو اس نے اعتکاف سے پہلے بجالائی تھیں اسی طرح اجر ملتا رہتا ہے جیسا کہ وہ اب بھی انہیں بجالا رہا ہے۔

(ابن ماجہ کتاب الاعتکاف باب ثواب الاعتکاف صفحہ 127)

فتاویٰ

سوال: کیا یہ جائز ہے کہ جامع مسجد کے سوا کسی قریبی مسجد میں اعتکاف بیٹھا جائے؟

جواب: صحتِ اعتکاف کے لئے ضروری شرط ایسی مسجد ہے جس میں باجماعت نماز ہوتی ہے۔ ابوداؤد کی حدیث ہے کہ:۔

لَا اِعْتِكَافَ اِلَّا فِيْ مَسْجِدٍ جَامِعٍ

(ابو داؤد المعتکف یعود المریض صفحہ 335)

یعنی اعتکاف ایسی مسجد میں ہوسکتا ہے جس میں باجماعت نماز ہوتی ہو۔ قریباً سارے ائمہ اس رائے پر متفق ہیں۔

(نیل الاوطار صفحہ268)

سوال: کیا ایسی جگہ جہاں مسجد نہ ہو گھر میں اعتکاف بیٹھا جاسکتا ہے؟

جواب: جب باقاعدہ عام مسجد میسر نہ آئے مثلاً کہیں اکیلا احمدی رہتا ہے یا مقامی جماعت کے افراد کسی دوست کے گھر میں نماز ادا کرتے ہیں تو ایسی صورت میں اپنے گھر میں ایسی جگہ جو نماز کے لئے عام طور پر مخصوص کرلی گئی ہو اعتکاف بیٹھ سکتے ہیں۔ مجبوری کے حالات کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ بندے کی نیت کے مطابق اعمال کا ثواب دیتا ہے۔

سوال: کیا عورت گھر میں خلوت والی جگہ میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے؟

جواب: اگر کسی جگہ مسجد نہیں یا مسجد میں عورت کے لئے رہائش کا معقول انتظام نہیں تو عورت گھر میں ایک خاص جگہ مقرر کر کے وہاں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے۔

ہر احمدی گھرانے میں جہاں تک ممکن ہو سکے ایک ایسی جگہ ہونی چاہیئے جو مسجد البیت (گھر کی مسجد) کے طور پر ہو۔ گھر کی عورتیں وہاں نماز پڑھیں اور مرد سنتیں اور نوافل وغیرہ ادا کریں اور مشکلات کے موقع پر وہاں خلوت گزیں ہو کر دعائیں کی جائیں۔ یہ طرز عمل بڑی برکات کا موجب ہے اور صحابہ کا اکثر اس کے مطابق عمل تھا۔

سوال: کیا بوڑھے آدمی کے لئے جس کے لئے روزہ رکھنا مشکل ہے بغیر روزے کے مسجد میں اعتکاف بیٹھنا جائز ہے؟

جواب: عام حالات میں اعتکاف کے لئے روزہ ضروری شرط ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ روزہ کے بغیر اعتکاف درست نہیں۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"لا اعتکاف الا بصوم"

(ابوداؤد کتاب الاعتکاف باب المعتکف یعود المریض صفحہ335)

آیت کریمہ

"ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ"

(البقرة:188)

کا انداز بیان بھی اسی مسلک کی تائید کرتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ تصریح کہیں نہیں ملتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا آپؐ کے صحابہؓ کبھی روزہ کے بغیر اعتکاف بیٹھے ہوں۔ صحابہؓ میں سے حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن عمرؓ اور ائمہ میں سے امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ، امام اوزاعیؒ کا یہی مسلک ہے اور سلسلہ احمدیہ کے بزرگان کی بھی یہی رائے ہے اس کے برعکس حسن بصریؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اعتکاف کے لئے روزہ کو شرط نہیں مانتے۔ یہ بزرگ اپنی رائے کی تائید میں یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ مَیں نے ایک رات کے اعتکاف کی نذر مانی تھی کیا میں نذر پوری کروں۔ آپؐ نے فرمایا، ہاں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے ایک رات اعتکاف میں گذاری۔

(بخاری کتاب الاعتکاف باب اذا انذر فی الجاہلیة صفحہ274)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اعتکاف کے لئے روزہ ضروری نہیں کیونکہ رات کو روزہ نہیں رکھتے۔ اسی بناء پر ائمہ کے نزدیک دو گھڑی بھی اعتکاف جائز ہے۔

(نیل الاوطار صفحہ268)

سوال: اعتکاف کے دوران کیا انسان رات کو مسجد میں چارپائی بچھا کر سو سکتا ہے؟

جواب: اعتکاف کے دنوں میں ضرورت پڑنے پر مسجد کے کسی کونے میں یا کسی اور مناسب جگہ میں چارپائی بچھا کر سونا جائز ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ بشرطیکہ ایسا کرنے سے مسجد میں نماز پڑھنے والوں کو کوئی دقت پیش نہ آئے۔ حدیث میں آتا ہے:۔

"اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اعْتَكَفَ طُرِحَ لَهُ فِرَاشُهُ وَيُوْضَعُ لَهُ سَرِيْرُهُ وَرَاءَ اُسْتُوَانَةِ التَّوْبَةِ"

(ابن ماجه كتاب الاعتكاف باب فى المعتكف يلزم مكانا من المسجد 127)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف شروع فرماتے تو آپ کے لئے بستر بچھایا جاتا اور ایک ایسے ستون کی اوٹ میں آپ کی چارپائی بچھائی جاتی جس کا نام توبہ کا ستون تھا۔ (ایک مشہور واقعہ کی وجہ سے اس ستون کا نام استوانہ پڑ گیا تھا)

(حاشيه ابن ماجه حاشيه2صفحه137)

سوال: حدیث میں آتا ہے کہ معتکف حوائج ضروریہ کے لئے مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔ حوائج ضروریہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: حدیث کے الفاظ یہ ہیں:۔

"كَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ اِلَّا لِحَاجَةِ الْاِنْسَانِ اِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا"

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی حالت میں سوائے انسانی حاجت کے گھر میں نہیں آتے تھے۔

(مسلم كتاب الطهارة باب جواز غسل الحائض رأس زوجها117)

انسانی حاجت سے مراد کیا ہے۔ اس کا ایک مفہوم بیت الخلاء جانا ہے اس مفہوم پر

تمام علماء کا اتفاق ہے کہ یہ ایسی ضرورت ہے جس کے لئے مسجد سے باہر آنا ضروری ہے۔اسی طرح اگر محلّہ کی مسجد میں اعتکاف بیٹھا ہے تو جمعہ پڑھنے کے لئے جامع مسجد جانے کی بھی اجازت ہے اور اسے بھی حاجت انسانی سمجھا گیا ہے۔

ان کے علاوہ باقی ضروریات مثلاً درس القرآن یا اجتماعی دُعا میں شامل ہونے، بال کٹوانے، کھانا کھانے[1]، نماز جنازہ پڑھنے، کسی عزیز کی بیمار پُرسی کرنے یا کسی کی مشایعت کے لئے باہر آنے کی اجازت میں اختلاف ہے۔ اکثر ان اغراض کے لئے مسجد سے باہر آنے کو جائز نہیں سمجھتے اور اعتکاف کی روح بھی اس امر کی مقتضی ہے کہ ان ثانوی اغراض کے لئے معتکف مسجد سے باہر نہ آئے بلکہ کلّی انقطاع کی کیفیت اپنے اُوپر وارد کرنے کی کوشش کرے اور اس قسم کی ترغیبات اور خواہشات کی قربانی دینے کا اپنے آپ کو عادی بنائے۔

([1] سوائے اس کے کہ مجبوری ہو مثلاً گھر سے کھانالانے والا کوئی نہ ہو)

سوال: اعتکاف سے متعلق مشہور ہے کہ شاذ و نادر حالت کے سوا معتکف مسجد سے باہر نہ جائے۔شاذ و نادر حالات کی مثال قضائے حاجت کے لئے باہر جانا ہے یا عدالت میں کسی ضروری شہادت کی غرض سے جس میں التواء کی صورت نقصان دہ ہو۔ یا بعض نے جنازہ کے لئے بھی اجازت دی ہے۔ یہ پابندی نہ ہو تو اعتکاف کی غرض و غایت مفقود ہو جاتی ہے لیکن بعض بزرگ ان پابندیوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ اور بعض تو دفتر میں جا کر اپنا دفتری کام بھی کر لیتے ہیں۔ صحیح صورت حال کی وضاحت کی جائے؟

جواب: کُلّی انقطاع اعتکاف کا اعلیٰ درجہ ہے۔ حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ سنت یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق کی متابعت یہ ہے کہ معتکف مسجد سے باہر نہ نکلے نہ بیمار کی عیادت کے لئے اور نہ ہی جنازہ میں شامل ہونے کے لئے۔ ہاں حوائج ضروریہ کے لئے باہر جا سکتا ہے اور حوائج ضروریہ سے مراد بیت الخلاء جانا ہے۔

(ابو داؤد کتاب الصیام باب المعتکف یعود المریض335)

تاہم بعض فقہاء نے کہا ہے کہ حوائج ضروریہ میں کچھ وسعت ہے بعض اور ضرورتوں کے لئے بھی معتکف مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔ خاص طور پر ضروری شہادت کے لئے جانے کی اہمیت مسلم ہے۔ کیونکہ

ا۔ ممانعت کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی صریح ارشاد موجود نہیں۔

ب۔ اعتکاف کا لغوی مفہوم صرف یہ ظاہر کرتا ہے کہ انسان عبادت کی نیت سے مسجد میں کچھ عرصہ کے لئے بیٹھ رہے۔

ج۔ بعض روایات سے بھی اشارۃً اس کی تائید ہوتی ہے کہ انسان کسی اور ضرورت کے پیشِ نظر بھی مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔ مثلاً ایک بار حضرت صفیہؓ رات کو آپؐ سے ملنے گئیں اور دیر تک باتیں کرتی رہیں اور جب واپس ہوئیں تو آپؐ انہیں گھر تک پہنچانے آئے۔ حالانکہ گھر مسجد سے کافی دُور تھا۔

(ابوداؤد المعتکف یدخل البیت لحاجہ335)

د۔ جس امر کے جائز ہونے کا ائمہ میں سے کوئی امام قائل ہو اس کے متعلق اصول یہ ہے کہ ضرورت اور مجبوری کے حالات میں اسے اختیار کرنے کا عمل روحانی ترقی اور ثواب کے حصول کے منافی نہیں۔ سابقہ ائمہ میں سے جو لوگ اس قسم کے استثناء اور ضرورت کے لئے مسجد سے باہر آنے کے جواز کے قائل ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں:-

حضرت علیؓ، سعید بن جبیرؒ، قتادہ ابراہیم نخعی، حسن بصری اور امام احمد۔

(اوجز المسالك صفحہ112)

پس جو لوگ اپنے بعض ضروری کاموں کی وجہ سے اعلیٰ درجہ کے اس اعتکاف میں شامل ہو سکتے ہیں تا کہ ثواب سے وہ بکلی محروم نہ رہیں۔ ایسی صورت میں وہ اعتکاف کی نیت کرتے وقت اپنے بعض ضروری کاموں کے لئے مسجد سے باہر جانے کے استثناء کی نیت کر سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ان ارشادات کا تعلق بھی غالبًا اسی دوسرے درجہ کے اعتکاف سے ہے جن میں بعض دوسری ضروریات کے لئے مسجد سے باہر جانے کی اجازت کا ذکر ہے۔

سوال: کیا اعتکاف کی صورت میں کالج میں درس و تدریس کے لئے جانا جائز ہے؟

جواب: بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ انسان کو ان کے کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے لیکن اگر ان کو کیا جائے تو پھر ضروری شرائط کے ساتھ ان کی بجا آوری مشروط ہے۔ اعتکاف کا بھی یہی حال ہے۔ آپ چاہیں تو اعتکاف بیٹھیں اور چاہیں تو اپنے حالات کے پیشِ نظر ترک کریں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ مسنون اعتکاف کی

نیت سے اعتکاف بھی بیٹھیں اور پھر اپنی مرضی کو بھی اس میں دخل انداز ہونے دیں۔

اعتکاف کے لغوی معنے یہ ہیں کہ انسان ثواب اور عبادت سمجھ کر کچھ دیر کے لئے مسجد میں مقیم رہے اس لئے عبادت کی نیت سے چندمنٹ کا قیام بھی اعتکاف ہوگا۔لیکن مسنون اعتکاف جو رمضان کے آخری عشرہ میں اختیار کیا جاتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ ضروری یا طبعی حوائج کے علاوہ باقی کسی وجہ سے بھی مسجد سے باہر نہ نکلے اور ضروری حوائج میں کالج آکر سبق سننا شامل نہیں۔حدیث میں آتا ہے:۔

اَلسُّنَّةُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ اَنْ لَّا يَعُوْدَ مَرِيْضًا وَلَا يَشْهَدَ جَنَازَةً وَلَا يَمَسَّ امْرَأَةً وَلَا يُبَاشِرَهَا وَلَايَخْرُجَ لِحَاجَةٍ اِلَّالَابُدَّ مِنْهُ. وَلَا اِعْتِكَافَ اِلَّا بِصَوْمٍ وَلَا اِعْتِكَافَ اِلَّا فِىْ مَسْجِدٍ جَامِعٍ.

(ابوداؤد کتاب الاعتکاف باب المعتکف یعود المریض 335)

اسی طرح حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:۔

اِنْ كُنْتُ لَادْخُلُ الْبَيْتَ لِلْحَاجَةِ وَالْمَرِيْضُ فِيْهِ فَمَا اَسْاَلُ عَنْهُ اِلَّا وَاَنَامَارَّةٌ.

(ابن ماجہ کتاب الصوم باب فی المعتکف یعود المریض 127)

یعنی معتکف کے لئے مسنون یہ ہے کہ وہ مریض کی عیادت کے لئے نہ جائے۔ جنازہ میں شامل نہ ہو۔ اپنی بیوی کے پاس نہ جائے۔ مسجد سے انسانی حوائج پیشاب، قضائے حاجت وغیرہ کے سوا باہر نہ جائے۔ اعتکاف کے لئے روزہ ضروری ہے۔اسی طرح اعتکاف ایسی مسجد میں بیٹھنا چاہیئے جہاں نماز با جماعت ہوتی ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، جب بھی مَیں قضائے حاجت کے لئے گھر آتی اور گھر میں کوئی بیمار ہوتا تو چلتے چلتے اس کی طبیعت پوچھ لیتی۔(ٹھہرنے کو میں روا نہیں سمجھتی)۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیادت مریض کے جواز کے بارہ میں جو لکھا ہے اس کا بھی غالباً یہی مطلب ہے کہ ایسے رنگ میں عیادت جائز ہے۔

سوال: اعتکاف کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب: مسنون اعتکاف وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق کے مطابق ہو اور جو حدیثوں سے ثابت ہے اور وہ یہ ہے کہ رمضان کا آخری عشرہ آپؐ مسجد میں روزہ سے گزارتے اور حوائج ضروریہ کے علاوہ باقی کسی ضرورت سے مسجد سے باہر نہ آتے۔

یہ مکمل اور سنت کے مطابق اعتکاف ہے لیکن اگر کوئی اس کے لئے اپنے حالات کے اعتبار سے گنجائش نہ پائے تو اس میں کمیاں کی جا سکتی ہیں۔مثلاً اگر کوئی پورا عشرہ نہ بیٹھ سکے تو وہ حسب گنجائش ۹ دن، ۸ دن، ۷ دن اور اس سے بھی کم دن اعتکاف بیٹھ لے تو اللہ تعالیٰ کے حضور سے ایسا کرنے والا ثواب کا مستحق ہوگا۔اسی طرح اگر کوئی روزہ نہیں رکھ سکتا تو اپنا وقت مسجد میں اللہ تعالیٰ کے ذکر میں صَرف کرکے اپنی کوشش کے مطابق اعتکاف کا ثواب حاصل کر سکتا ہے۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے جو پورا سالم دن اعتکاف کے لئے نہیں بیٹھ سکتے تو انہیں جتنی گھڑیاں مسجد میں عبادت میں میسر آسکتی ہیں یہ ان کی سعادت کا موجب ہوں گی۔انشاءاللہ تعالیٰ۔

ائمہ سلف نے ان حالات میں ایسی رعایتوں کی تصریح کی ہے اور اعتکاف کے جذبہ کو قوی رکھنے کے لئے حوصلہ افزائی کے پہلو کو ترجیح دی ہے۔

سوال: کیا حوائج ضروریہ کے لئے اگر قریب انتظام نہ ہو تو معتکف دُور بھی جاسکتا ہے؟

جواب: حوائج ضروریہ کے لئے اگر قریب انتظام نہ ہو تو دُور فاصلہ پر جاسکتے ہیں۔ لیکن فراغت کے بعد فوراً مسجد میں واپس آجائیں۔

سوال: کیا معتکف جماعتی میٹنگ یا جماعتی کاموں کے لئے مسجد سے باہر جا سکتا ہے؟

جواب: جہاں تک ممکن ہو حوائج ضروریہ کے علاوہ کسی اور کام کے لئے مسجد سے باہر نہ جائے ورنہ مسنون اعتکاف ادا نہیں ہوگا۔ ہاں وقتی اعتکاف یعنی مسجد کی عبادت کا ثواب میسّر آسکتا ہے۔

سوال: کیا کھانا کھانے کے لئے معتکف گھر جا سکتا ہے یا بازار سے کھانا لا سکتا ہے؟

جواب: اگر کھانا لانے کا کوئی انتظام بسہولت نہ ہو سکے تو گھر سے کھانا لایا جاسکتا ہے۔اسی طرح بازار سے بھی۔

سوال: اگر مسجد میں غسل کا انتظام نہ ہو تو کیا غسل کے لئے گھر جاسکتے ہیں؟

جواب: اگر پہلے سے بطور نیت غسل کو حوائج ضروریہ میں شامل کر لیا جائے تو اس

کے لئے گھر جا سکتا ہے۔ وضو اور ضروری غسل تو پہلے ہی حوائج ضروریہ میں شامل ہے۔اس مقصد کے لئے مسجد سے باہر آ سکتا ہے۔

سوال: کیا اعتکاف کی حالت میں مسجد میں بیٹھ کر حجامت بنوانا اور بال کٹوانا درست ہے۔کیا اس سے آداب مسجد میں کوئی حرج تو لازم نہیں آتا؟

جواب: اعتکاف کی حالت میں بال کٹوانے اور حجامت بنوانے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ مسجد کے اندر اسے ناپسند کیا گیا ہے کیونکہ یہ امر مسجد کے احترام اور اس کے آداب کے خلاف ہے۔اکثر علماء امت کا یہی مسلک ہے۔چنانچہ مؤطا امام مالک کی شرح اوجز المسالک میں لکھا ہے:۔

وَيُكْرَهُ حَلْقُ الرَّأسِ فِيْهِ مُطْلَقًا اَىْ مُعْتَكِفًا كَانَ اَوْ غَيْرَ مُعْتَكِفٍ..... وَذٰلِکَ لِحُرْمَةِ الْمَسْجِدِ.

یعنی مسجد میں بال کٹوانا ناپسندیدہ ہے یہ ممانعت مسجد کے احترام کے پیش نظر ہے۔ اعتکاف کی وجہ سے نہیں کیونکہ حجامت بنوانا منافی اعتکاف نہیں۔

(اوجز المسالك، 113,112)

روایات میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت اعتکاف میں جب بالوں میں کنگھی کرنا ہوتی تو آپؐ اپنا سر مسجد سے باہر کر دیتے اور حضرت عائشہؓ جو اپنے حجرہ میں ہوتیں آپؐ کو کنگھی کر دیتیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک سوال پیش ہوا کہ معتکف اپنے دنیوی کاروبار کے متعلق بات کر سکتا ہے یا نہیں تو آپ نے فرمایا:۔

''سخت ضرورت کے سبب کر سکتا ہے اور بیمار کی عیادت کے لئے اور حوائج ضروریہ کے واسطے باہر جا سکتا ہے۔''

(بدرؔ 21/فروری 1907)

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:۔

''لَا بَأسَ بِاَنْ يَّبِيعَ وَيَبْتَاعَ فِي الْمَسْجِدِ مِنْ غَيرِ اَنْ يَّحْضِرَ السِّلْعَةَ.''

(ہدایہ صفحہ 191 جلد اوّل)

استغفار

سیّد الاستغفار

حضرت بریدہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صبح یا شام یہ دعا پڑھے اور پھر اس دن یا رات کو فوت ہو جائے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَااِلٰهَ اِلَّا اَنْت، خَلَقْتَنِيْ، وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَااسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ،اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَىَّ، وَاَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِيْ،فَاغْفِرْلِيْ فَاِنَّهُ لَا يَغْفِرُالذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

(بخاری کتاب الدعوات)

ترجمہ: اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے ہی مجھے پیدا کیا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں، اور میں حسب توفیق تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں، میں اپنے عمل کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں، میں تیری نعمتوں اور احسانوں کا اعتراف کرتا ہوں۔اور تیرے سامنے اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں پس تو مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں۔

استغفار کو وردِ زبان بناؤ

'' استغفار کیا ہے؟ سچے دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں پچھلے گناہوں کی سزا سے بچنے کی توفیق طلب کرنا۔

روایت ہے کہ ایک دن حسن بصریؒ کے پاس ایک شخص گیا اور قحط کی شکایت کی۔آپ نے اسے فرمایا کہ استغفار کرو۔پھر ایک اور شخص آ گیا۔اس نے کہا یا حضرت میں محتاج ہوں۔فرمایا استغفار کرو۔ایک تیسرے نے کہا کہ میرے اولاد نہیں ہوتی۔اُسے بھی استغفار کرنے کا حکم دیا۔چوتھے نے پیداوار زمین کی کمی کا گلہ کیا۔اسے بھی استغفار کی تاکید فرمائی۔حاضرِ مجلس ربیع بن صبیح نے عرض کی کہ آپ کے پاس مختلف لوگ آئے اور مختلف چیزوں کے سائل ہوئے مگر آپ نے جواب سب کو ایک ہی دیا۔اس کے جواب میں حسن بصری نے قرآن شریف کی یہی آیات پڑھیں۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ط اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۞ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۞ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۞ (نوح: 13,12,11)

(حکایاتِ نور، صفحہ 36,35)

فدیہ

فدیہ توفیقِ روزہ کا موجب ہے:

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

''ایک بار میرے دل میں خیال آیا کہ یہ فدیہ کس لئے مقرر ہے تو معلوم ہوا یہ اس لئے کہ اس سے روزہ کی توفیق ملتی ہے۔ خُدا ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شئے خدا ہی سے طلب کرنی چاہیئے وہ قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی طاقت روزہ عطا کرسکتا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ ایسا انسان جو دیکھے کہ روزہ سے محروم رہا جاتا ہوں تو دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال رہوں یا نہ رہوں یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کرسکوں یا نہ کرسکوں اس لئے اس سے توفیق طلب کرے مجھے یقین ہے کہ ایسے قلب کو خُدا طاقت بخشے گا۔

اگر خُدا چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں بھی کوئی قید نہ رکھتا مگر اس نے قیدیں بھلائی کے لئے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینے میں مجھے محروم نہ رکھ تو خُدا اُسے محروم نہیں رکھتا اور اسی حالت میں اگر رمضان میں بیمار ہوجائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہو جاتی ہے کیونکہ ہر کام کا مدار نیت پر ہے۔ مومن کو چاہیئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خُدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کرے۔ جو شخص کہ روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزے رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جُو نہ ہو تو خُدا تعالیٰ ہرگز اُسے ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔ یہ ایک باریک امر ہے۔ اگر کسی شخص پر اپنے نفس کے کسل کی وجہ سے روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہوں گے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو ایسا آدمی جو خُدائی نعمت کو خود اپنے اُوپر گراں گمان کرتا ہے کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آگیا اور اس کا منتظر ہی تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزہ سے محروم نہیں ہے اس دُنیا میں بہت لوگ بہانہ جُو ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم اہل دنیا کو دھوکا دے لیتے ہیں ویسے ہی خُدا کو فریب دیتے ہیں لیکن وہ خُدا کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔

تکلّف کا باب بہت وسیع ہے اگر انسان چاہے تو اس کی رُو سے ساری عمر کو بیٹھ کر ہی نماز پڑھتا رہے۔ اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے مگر خُدا اس کی نیت اور ارادہ کو جانتا ہے جو صدق اور اخلاص رکھتا ہے خُدا جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے اور خُدا اُسے اصل ثواب سے بھی زیادہ دیتا ہے کیونکہ دردِ دل ایک قابلِ قدر شئے ہے۔''

(فتاویٰ احمدیہ صفحہ175)

''اگر انسان مریض ہو خواہ وہ مرض لاحق ہو یا ایسی حالت میں ہو جس میں روزہ رکھنا یقیناً مریض بنا دے گا۔ جیسے حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت یا ایسا بوڑھا شخص جس کے قویٰ میں انحطاط شروع ہو چکا ہے یا پھر اتنا چھوٹا بچہ جس کے قویٰ نشوونما پا رہے ہیں تو ایک آدمی کا کھانا کسی کو دے دینا چاہیئے اور اگر یہ طاقت نہ ہو تو نہ سہی ایسے شخص کی نیت ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے روزہ کے برابر ہے۔

اگر روک عارضی ہو اور بعد میں وہ دُور ہو جائے تو خواہ فدیہ دیا ہو یا نہ دیا ہو روزہ بہر حال رکھنا ہوگا کیونکہ فدیہ دے دینے سے روزہ اپنی ذات میں ساقط نہیں ہو جاتا بلکہ یہ تو محض اس بات کا بدلہ ہے کہ ان دنوں میں باقی مسلمانوں کیساتھ مل کر اس عبادت کو ادا نہیں کرسکتا یا اس بات کا شکرانہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ عبادت کرنے کی توفیق بخشی ہے کیونکہ روزہ رکھ کر جو فدیہ دیتا ہے وہ زیادہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے کیونکہ روزہ رکھنے کی توفیق پانے پر خدا تعالیٰ کا شکرانہ ادا کرتا ہے اور جو روزہ رکھنے سے معذور ہو وہ اپنے اس عذر کی وجہ سے بطور کفارہ دیتا ہے۔

آگے یہ عذر دو قسم کے ہوتے ہیں عارضی اور مستقل۔ ان دونوں حالتوں میں فدیہ دینا چاہیئے۔ پھر جب عذر دُور ہو جائے تو روزہ بھی رکھنا چاہیئے۔ غرضیکہ خواہ کوئی

فدیہ بھی دیدے لیکن سال دو سال تین سال جب بھی صحت اجازت دے اسے حسبِ استطاعت روزہ رکھنا ہوگا۔ سوائے اس صورت کے کہ پہلے مرض عارضی تھا اور صحت ہونے کے بعد وہ ارادہ کرتا رہا کہ آج رکھتا ہوں کل رکھتا ہوں کہ اس دوران میں اس کی صحت مستقل طور پر خراب ہوگئی تو ایسی صورت میں فدیہ کفایت کرے گا۔''

(الفضل 10/ اگست 1945)

دائمی مسافر اور مریض فدیہ دے سکتے ہیں:

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے مؤرخہ 30/اکتوبر 1907 کو فرمایا:

''جن بیماروں اور مسافروں کو اُمید نہیں کہ کبھی پھر روزہ رکھنے کا موقع مل سکے مثلاً ایک بہت بوڑھا ضعیف انسان یا ایک کمزور حاملہ عورت جو دیکھتی ہے کہ بعد وضع حمل بسبب بچے کے دودھ پلانے کے وہ پھر معذور ہو جائے گی اور سال پھر اسی طرح گزر جائے گا۔ ایسے شخص کے واسطے جائز ہوسکتا ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں کیونکہ روزہ رکھ ہی نہیں سکتے اور فدیہ دیں۔ فدیہ صرف شیخ فانی یا اُس جیسوں کے واسطے ہوسکتا ہے جو روزہ کی طاقت کبھی بھی نہیں رکھتے۔ باقی اور کسی کے واسطے جائز نہیں کہ صرف فدیہ دے کر روزے کے رکھنے سے معذور سمجھا جاسکے۔ عوام کے واسطے جو صحت پاکر روزہ رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں صرف فدیہ کا خیال کرنا اباحت کا دروازہ کھولنا ہے۔''

(فتاویٰ احمدیہ صفحہ 183)

ایک اور سوال کے جواب میں آپؑ نے فرمایا:

''یہ خیال غلط ہے کہ کسی کو پیسے دے کر روزے رکھوائے جائیں۔ اصل حکم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بوجہ معذوری روزے نہیں رکھ سکتا تو وہ ہر روزہ کے بدلہ کسی مسکین محتاج کو دو وقت کا کھانا کھلائے یا اُس کھانے کی قیمت ادا کرے۔ جس مستحق کو فدیہ دیا گیا ہے اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کے بدلہ میں وہ اس کی طرف سے روزہ بھی رکھے اگر وہ نادار خود بیمار ہے۔ ضعیف العمر ہے یا نابالغ ہے تو وہ روزہ نہیں رکھے گا۔ لیکن اس کے باوجود اپنی محتاجی کے پیش نظر فدیہ لینے کا مستحق ہوگا۔ البتہ جس مستحق کو فدیہ دیا گیا اگر وہ روزے رکھتا ہے تو یہ امر مزید ثواب کا موجب یقیناً ہے لیکن یہ شرط لازم نہیں کہ اس کے بغیر فدیہ ادا ہی نہ ہو۔''

حسرتِ دیدار

ڈاکٹر مہدی علی چوہدری

تری دید کو ہیں ترسے، تری دید کے پیاسے
دیکھیں گے جلد تجھ کو یہی دل کو ہیں دلاسے

مت پوچھ تیری فرقت میں دن کٹ رہے ہیں کیسے
سن بازگشتِ حسرت میرے شوق کی ندا سے

یوں دل میں بس گئی ہے مسرور تیری چاہت
آتی ہے تیری خوشبو مہکی ہوئی صبا سے

تھا رشتۂ دل و جاں پہلی خلافتوں سے
باندھا ہے تجھ سے دامن اسی شدتِ وفا سے

ہو ملائکہ کی نصرت، اللہ کرے حفاظت
حق میں ترے دعا ہے ہر دم مری خدا سے

ہر آن فتح و نصرت چومے قدم تمہارے
روشن ہو کُل زمانہ پھر نورِ مصطفیٰؐ سے

یہ مال و جان کیا ہے، عزت تری نذر ہے
ہر زندگی کی راحت بس ہے تری دعا سے

تو مردِ حق نما ہے، شمعِ رہِ ہدیٰ ہے
ہر فیض اب تو پائیں ہم تجھ سے پارسا سے

تری دید کو ہیں ترسے، تری دید کے پیاسے
دیکھیں گے جلد تجھ کو یہی دل کو ہیں دلاسے

مسائلِ نمازِ تراویح

الف۔ قیامِ رمضان جسے عوام الناس تراویح کہتے ہیں کوئی الگ نماز نہیں، وہی تہجد کی نماز ہے۔ متقی مسلمان بارہ مہینے پڑھتے ہیں۔ ہاں رمضان میں زیادہ اہتمام کرتے ہیں۔ اوّل طریق یہ ہے کہ تہجد اپنے اپنے گھروں میں پڑھیں۔

ب۔ لیکن عام طور پر یہی مناسب ہے کہ اگر کوئی حافظ میسّر ہو تو سحری کھانے سے پہلے پچھلی رات باجماعت ادا کرلیں۔ کیونکہ بعض لوگ اکیلے اکیلے پڑھنے میں سُستی کرتے ہیں۔

ج۔ اگر پچھلی رات نہیں پڑھی جاسکتی تو عشاء کی نماز کے بعد پڑھ لیا کریں۔ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں صحابہ کو ایک امام کے پیچھے جمع کردیا تھا۔

د۔ 11 رکعت مع وِتر

ہ۔ تراویح اور تہجد ایک ہی چیز ہے۔ بعض لوگ جو ان کو دو الگ الگ عبادتیں خیال کرکے دونوں کو ادا کرتے ہیں یہ غلطی ہے۔

(الفضل 28/ جولائی 1914)

و۔ رمضان شریف میں تراویح کے لئے کسی غیر حافظ کا قرآن دیکھ کر حافظ کو بتلانے کے متعلق دریافت کیا گیا تو حضور نے فرمایا "مَیں نے حضرت مسیح موعودؑ کا فتویٰ اس کے متعلق نہیں دیکھا۔ اس پر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل نے کہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے جائز قرار دیا ہے۔ فرمایا: جائز ہے تو اس سے بہت فائدہ ہوسکتا ہے اور اس کے لئے یہ انتظام بھی ہوسکتا ہے کہ ایک ہی شخص تمام تراویح میں بیٹھ کر نہ سُنتا رہے بلکہ چار آدمی دو دو رکعت کے لئے سُنیں۔ اس طرح ان کی بھی چھ چھ رکعتیں ہوجائیں گی۔

عرض کیا گیا کیا فقہ اس چیز کو جائز ٹھہراتی ہے؟ فرمایا: اصل غرض تو یہ ہے کہ لوگوں کو قرآن کریم سُننے کی عادت ڈالی جائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فتویٰ تو ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے ہے جیسے کوئی کھڑا ہوکر نماز نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر ہی پڑھ لے یا جس طرح کسی شخص کے کپڑے کو غلاظت لگی ہو اور وہ اُسے دھو نہ سکے تو اُسی طرح نماز پڑھ لے۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں بلکہ ضرورت کی بات ہے۔

(الفضل 21/فروری 1930)

ی۔ حضرت عائشہؓ کے خادم ذکوان نماز کی تراویح کی امامت میں قرآن پاک دیکھ کر پڑھتے تھے اور حضرت عائشہؓ ان کے پیچھے نماز پڑھتیں اور قرآن کریم سُنتیں۔

(کشف النعمہ صفحہ 166)

سوال۔ نمازِ تراویح کتنی رکعت پڑھنی چاہیئے۔ آٹھ، بیس یا چھتیس؟

جواب۔ ہمارے نزدیک نماز تراویح نماز تہجد کا ہی حصہ ہے اور اس کے متعلق سُنت طریق جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے ہمیشہ عمل فرمایا وہ آٹھ رکعت ہی ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ ہمیشہ آٹھ رکعت ہی تہجد پڑھا کرتے تھے۔ باقی اگر کوئی بیس یا چھتیس رکعت پڑھے تو یہ بھی جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ نفلی نماز ہے۔ تاہم حضرت امام ابوحنیفہؒ کا مسلک بیس رکعت کا ہے اور حضرت امام مالکؒ کا چھتیس رکعت کا۔ جماعت احمدیہ آٹھ جمع تین وتر کُل گیارہ رکعت کے مسلک کو ترجیح دیتی ہے کہ یہ مستند روایتوں کے بھی مطابق ہے۔ اس میں سہولت بھی ہے۔ قیام کے لمبا کرنے اور قرآن پاک کے زیادہ پڑھنے کا موقعہ بھی ملتا ہے۔

سوال۔ تہجد اور تراویح ایک ہی نماز کے دو نام ہیں یا یہ الگ الگ نمازیں ہیں۔ اگر ایک نماز ہے تو پھر بیس رکعت کے کیا معنی؟

جواب۔ تہجد اُس نماز کو کہتے ہیں جو رات کے پچھلے حصہ میں انسان نیند سے بیدار ہوکر پڑھتا ہے۔ رمضان المبارک کی فضیلت اور عوام میں قرآن پاک سُننے کے ذوق کو فروغ دینے کی بناء پر حضرت عمرؓ کی تلقین کے مطابق رات کے اوّل حصہ میں اس نماز کا رواج پڑا اور اس نماز کا نام تراویح مشہور ہوا۔ کیونکہ چار رکعت ادا کرنے کے بعد کچھ دیر ستانے اور ٹھہرے رہنے کی ہدایت ہے۔ باقی رہی رکعت کی تعداد تو جماعتِ احمدیہ کے نزدیک یہ

آٹھ رکعت ہی مسنون ہے۔ہاں اگر کوئی چاہے تو بیس رکعت بھی پڑھ سکتا ہے۔جب ایک نماز ہے ہی نفلی تو اس بارہ میں پھر یہ شدت کیوں کہ اتنی رکعتیں چاہئیں یا اتنی۔نفل کی تو جس قدر رکعتیں انسان چاہے پڑھ سکتا ہے۔جہاں تک آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے وہ تو یہی ہے کہ آپؐ بالعموم رمضان اور غیر رمضان میں رات کی نماز آٹھ رکعت تہجد اور تین وِتر سے ہی پڑھتے تھے۔البتہ گاہے بگاہے بیس رکعت پڑھنے کی بھی ہدایت ہے۔باقی بعض صحابہ کرامؓ اور کئی ایک بعد کے مسلمان 46,40,36,20 تک بھی پڑھ لیتے تھے۔دراصل اس تفاوت کا تعلق قرأت کے لمبا اور چھوٹا کرنے اور سہولت بہم پہنچانے سے ہے نہ کہ کسی نص سے۔۔۔

سوال۔ رمضان کے مہینہ میں اگر مغرب کی نماز میں بارش ہو رہی ہو تو کیا مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع ہو سکتی ہیں جبکہ تراویح کا باقاعدہ انتظام ہو؟

جواب۔ رمضان کے مہینہ میں ضرورت کے پیشِ نظر بمطابق فیصلہ حاضر احباب مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں۔اگر تراویح پڑھنا ہو تو جمع کرنے کے معاً بعد پڑھی جا سکتی ہیں۔اصولاً اس تقدیم و تاخیر میں کوئی شرعی امر مانع نہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ ایسی صورت میں کچھ دیر کر کے عشاء کے وقت کے قریب دونوں نمازیں جمع کی جائیں۔اور پھر تراویح کی نماز ادا ہو۔

سوال۔ رمضان المبارک کی تراویح میں ختمِ قرآن پاک کے بعد حافظ صاحب کم و بیش رکوع دو رکوع شروع سے پڑھتے ہیں۔کیا یہ جائز ہے؟

جواب۔ ایسا تفاؤل کے طور پر کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ رمضان میں پھر قرآن پاک سُنانے کی توفیق دے۔تاہم یہ کوئی سنت نہیں اور نہ ہی ایسا کرنے کا حکم ہے۔اور اگر کوئی ایسا نہ کرے تو بھی کوئی حرج نہیں۔

سوال۔ 27 رمضان المبارک یا کسی اور دن سارا ایک ہی دن میں قرآن کریم ختم کرنے کا رواج ہے۔یہ ختم بعض اوقات ایک ہی آدمی رات بھر میں کرتا ہے یا بعض آدمی مل کر قرآن کریم کے حصے کر کے ختم کرتے ہیں۔

جواب۔ بعض لوگ جو ایک رکعت میں قرآن کریم ختم کرنا فخر سمجھتے ہیں وہ درحقیقت لاف مارتے ہیں۔دنیا کے پیشہ ور لوگ بھی اپنے اپنے پیشہ پر ناز کرتے ہیں۔آنحضرت ﷺ نے کبھی اس طریق سے قرآن ختم نہیں کیا بلکہ چھوٹی چھوٹی سورتوں پر آپؐ نے اکتفا کیا۔

(فتاویٰ دارالافتاء)

مبارک ہو
اہل طلب صد مبارک

عائشہ احمد

نویدیں سجائے لقائے خدا کی
ہے حُسنِ کرم پھر ملا یہ مہینہ

گنہگار کی ڈھال، عابد کی جاں ہے
سکھائے ہمیں بندگی کا قرینہ

یہ تقویٰ کی راہوں پہ ہم کو چلائے
جو قسمت بدل دے ہے ایسا نگینہ

ہے مسنون جو ویسی عزت کریں ہم
تھی جس سے مزین فضائے مدینہ

اخوت، محبت کی مالا بُنیں ہم
ہر اک دل سے ہو دور بغض اور کینہ

نگہ میں درِ یار کی آرزو ہو
اسی رہ چلے زندگی کا سفینہ

مجسم دعا ہو ہر اک لمحہ، گویا
بھرا حوضِ کوثر سے ہو آبگینہ

بھلائی کریں سب سے بے لوث ہو کر
ادا کچھ تو ہو حقِ عُمرِ رہینہ

جو بڑھ کر اثر میں ہے 'اَلْفِ شَہْرٍ' سے
مقدر ہو اپنے وہ فیضِ شبینہ

نصیبوں میں لکھ دے عفو کی گھڑی تُو
کہ ہے تیری بخشش، محبت کا زینہ

کسے ہے یقیں پھر دوبارہ ملے گا
یہ موقعہ، ابھی لوٹ لیں یہ خزینہ

تھا محبوب اللہ کے پیارے نبیؐ کو
ہو سب کو مبارک یہ پیارا مہینہ

نورِ اسلام سے دنیا میں سویرا کردے

(خلافتِ خامسہ کے بارہ میں ایک معاندِ احمدیت کا تبصرہ پڑھ کر)

مولانا عطاء المجیب راشد ۔ لندن

نُورِ اسلام سے دنیا میں سویرا کردے
دَورِ مسرور میں یارب یہ کرشمہ کردے

وہ جسے تونے چُنا دیں کی امامت کے لئے
اس کی تدبیر کو تقدیر سے یکجا کردے

جس سے وابستہ ہے اسلام کی عظمت مولا
اس کی عظمت کو نشانوں سے ہُویدا کردے

جس کے ہر کام میں ہے نصرتِ باری کی جھلک
اس کے قدموں کو تُو ہمدوشِ ثریّا کردے

جس کے سینہ میں ہُوا نُورِ سماوی کا نزول
اس کے انوار سے ہر دل میں اُجالا کردے

تُو چُنے جس کو وہ بن جاتا ہے محبوبِ جہاں
اپنے پیارے کو ہر اک آنکھ کا تارا کردے

تُو ہے جب ساتھ تو پھر ساتھ ہے سارا عالَم
ساری دُنیا پہ تُو ظاہر یہ نظارہ کردے

روزِ روشن میں بھی جن آنکھوں میں کچھ نُور نہیں
اپنی رحمت سے خُدایا انہیں بینا کردے

تیرا انعام ہے یارب یہ خلافت کی قبا
تو جسے چاہے عطا خلعتِ زیبا کردے

انتخاب اپنا تو ہے تیری رضا کا مظہر
کور چشموں پہ بھی یہ نکتہ ہُویدا کردے

مکرم مولانا محمد اسماعیل منیر صاحب وفات پاگئے

احباب جماعت کو افسوس کے ساتھ یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ سلسلہ کے خادم مکرم مولانا محمد اسماعیل منیر صاحب (ر) مربی سلسلہ ابن حضرت فضل کریم صاحب رفیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام مورخہ 22/ستمبر 2004 بروز جمعرات شام ساڑھے سات بجے ہیوسٹن امریکہ میں بعمر 76 سال وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ ان کو ایک ماہ پہلے ٹورانٹو کینیڈا میں یکے بعد دیگرے دو ہارٹ اٹیک ہوئے۔ طبیعت سنبھلنے پر ہیوسٹن امریکہ منتقل کر دیا گیا اور احمدی ماہر امراض قلب شیخ اعجاز احمد کے زیر علاج رہے۔ تیسرا حملہ جان لیوا ثابت ہوا اور آپ اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئے۔

آپ مورخہ 23/مارچ 1928 کو گوجرانوالہ شہر میں پیدا ہوئے۔ میٹرک 1944 میں اسلامیہ ہائی سکول گوجرانوالہ سے کیا۔ 1950 میں جامعہ احمدیہ پاس کرنے کے بعد عملی خدمات کا آغاز کیا۔ آپ نے بی اے اور مولوی فاضل کی ڈگری بھی حاصل کی۔ آپ بطور رکن کارپرداز، رکن مجلس افتاء، مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور قائد اصلاح و ارشاد انصاراللہ مرکزیہ کام کرتے رہے۔ آپ نے بچوں کے لئے ''کامیابی کی راہیں'' کے نام سے ایک کتاب جو کہ چار حصص پر مشتمل ہے شائع کی جو بعد میں نصاب اطفال الاحمدیہ کا باقاعدہ حصہ بن گئی۔ آپ نے پاکستان کے کئی شہروں میں جماعتِ احمدیہ کے تعارف اور دعوتِ الی اللہ کے موضوعات پر پروجیکٹرز کے ذریعے سلائیڈز دکھانے اور لیکچر دینے کا اہتمام کیا جو کامیابی سے پچیس سال تک جاری رہا۔ انہی موضوعات پر آپ نے متعدد کتب تصنیف کیں اور فولڈرز اور پمفلٹس وغیرہ شائع کروا کے تبلیغ کے میدان میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ آپ نے بطور ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن و وقفِ عارضی، قرآنی علوم کی اشاعت کے لئے تعلیمی کلاسوں کا اجراء اور اضلاع میں قرآن سیمینارز کا باقاعدہ انعقاد کروایا۔ آپ کی بیرون ملک دینی خدمات کی تفصیل درج ذیل ہے:

سری لنکا 1951 تا 1958 بطور مشنری انچارج
مشرقی افریقہ کے مختلف ممالک 1959 تا 1960
ماریشس 1960 تا 1962 اور 1966 تا 1970 بطور مشنری انچارج
مغربی افریقہ کے مختلف ممالک 1974 تا 1976۔

اسی طرح پاکستان میں مختلف شعبہ جات میں خدمات کی تفصیل یہ ہے:

استاد جامعہ احمدیہ 1962 تا 1963 اور 1976 تا 1978
سیکرٹری مجلس نصرت جہاں 1970 تا 1974 اور 1976 تا 1982
سیکرٹری حدیقۃ المبشرین 1989 تا 1994
ناظر تعلیم القرآن و وقفِ عارضی 1994 تا 1999

آپ کی زوجہ اولیٰ مکرمہ مبارکہ نسرین صاحبہ مرحومہ بنت مکرم عبدالغنی درویش صاحب قادیان تھیں جن کے بطن سے درج ذیل اولاد ہوئی: مکرم محمد داؤد منیر صاحب امریکہ، مکرمہ ناصرہ پروین صاحبہ اہلیہ مکرم ظہور الدین بابر صاحب رحمان کالونی ربوہ، مکرم ڈاکٹر محمد ادریس منیر صاحب امریکہ اور مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ جرمنی۔ آپ کی اہلیہ ثانیہ مکرمہ نجمہ منیر صاحبہ مرحومہ کے بطن سے اولاد نہیں ہوئی۔

مورخہ 25/ستمبر بروز ہفتہ جماعتِ احمدیہ امریکہ جنوبی ریجن کے مشنری مولانا محمد ظفراللہ ہنجرا صاحب نے مرحوم کی نمازِ جنازہ ہیوسٹن میں پڑھائی جس میں دور و نزدیک سے آئے ہوئے مختلف جماعتوں کے ممبران نے شرکت کی۔ 26/ستمبر کو جنازہ پاکستان لے جایا گیا اور 28/ستمبر کو بعد نمازِ عصر مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد ناظر اعلیٰ و امیر مقامی ربوہ نے مولوی صاحب مرحوم کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور دُعا کروائی جس میں مختلف مقامات سے کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی اور بعد ازاں بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 29/ستمبر کو بعد نمازِ ظہر مرحوم مولوی صاحب کی نمازِ جنازہ غائب مسجد فضل لندن میں پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی تمام خدمات کو شرفِ قبولیت عطا کرے۔ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

سانحہ ارتحال

مکرم آفتاب احمد بسمل صاحب مولائے حقیقی سے جاملے

مکرم آفتاب احمد بسمل صاحب ابن مکرم محمد عالم خان 19/اگست 1919 کو پُونا انڈیا میں پیدا ہوئے۔ریڈیو پاکستان کے پشاور ریڈیو اسٹیشن سے وابستہ رہے۔ پاکستان بننے کی پہلی خبر پشاور سے آپ ہی نے نشر کی تھی۔سخن شناسی اور خوبصورت شاعری آپ کی وجہ شہرت بنی۔آپ کی جماعت اور خلافت سے محبت سے بھرپور ایمان افروز نظمیں احمدیہ جرائد اور اخبارات میں اکثر طبع ہوتی رہی ہیں۔

مرحوم اور بہت سی خوبیوں کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ سیکرٹری رشتہ ناتا جماعتِ احمدیہ امریکہ کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔آپ اللہ کے فضل سے موصی بھی تھے۔آپکی اہلیہ محترمہ گلزار فاطمہ صاحبہ چند سال قبل حج کے موقعہ پر مدینہ میں انتقال کرگئیں اور وہیں پر ان کی تدفین عمل میں آئی۔مرحوم آفتاب احمد بسمل صاحب نے ایک بیٹا اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں جن کے نام یہ ہیں:

مکرم قمر آفتاب صاحب، نیویارک
مکرمہ ڈاکٹر سلمٰی آزاد صاحبہ، ڈیٹرائٹ
مکرمہ نجمہ آفتاب صاحبہ، ڈیٹرائٹ

آپ کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد 29/ستمبر بروز سوموار 12 بجے دوپہر ڈیٹرائٹ میں بعمر 85 سال اپنے مولائے حقیقی سے جاملے۔اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ.

مولانا داؤد احمد حنیف صاحب مشنری انچارج اور نائب امیر جماعت امریکہ نے آپکی نمازِ جنازہ یکم اکتوبر کو بعد نمازِ جمعہ بیت الرحمٰن میری لینڈ میں پڑھائی۔ بعدازاں وہیں جماعت کے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔آمین۔

مکرم ریاض احمد گھمن صاحب اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے

مکرمہ ڈاکٹر صالحہ احمد صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر شیخ اعجاز احمد صاحب لکھتی ہیں کہ میرے والد مکرم ریاض احمد گھمن صاحب ابن لیفٹیننٹ کرنل نظام دین 17/ستمبر رات ساڑھے آٹھ بجے Pennsylvania میں بعمر 70 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔(اِنَّـالِلّٰـہِ وَ اِنَّـا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ) آپ کی نمازِ جنازہ مکرم حافظ سمیع اللہ صاحب صدر جماعت North نیوجرسی نے 18/ستمبر کو North نیوجرسی میں پڑھائی اور وہیں جماعت کے قبرستان میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

ریاض مرحوم صاحب 11/جون 1934 کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے تھے۔آپ نے ابتدائی تعلیم وہیں سے حاصل کی اور پھر لاہور سے پولیٹیکل سائنس میں ایم۔اے کیا۔اس کے بعد آپ نحق, خقلأة‘ [لخ ئسقؤسہ۹ ؛ فی خمیٓتخذ یٹائر ہونے تک ڈائریکٹر کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔بعدازاں آپ اپنی فیملی کے ساتھ امریکہ رہائش پذیر ہوئے۔

1953 میں جب اہلِ سنت نے مسجد نور راولپنڈی پر حملہ کیا تو اس وقت آپ بھی ان خدام میں سے ایک تھے جو مسجد کی حفاظت پر تعینات کئے گئے تھے۔اس حملہ کے وقت چونکہ مسجد کو آگ لگی ہوئی تھی اور سب خدام اس کے اندر قید ہوکر رہ گئے۔کافی عرصہ اس محاصرہ کی حالت میں رہنے کے بعد ان خدّام کو رحمدل ہمسایوں نے اپنے گھر میں پناہ دی لیکن مسجد پر اس حملے کی وجہ سے آپ کو بہت چوٹیں آئیں اور آپ کی آنکھوں پر بھی بہت اثر ہوا اور الرجی رہنے لگی تھی۔اس تکلیف کے باعث آپ اپنے والد صاحب کی خواہش کے مطابق آرمی میڈیکل کالج میں داخلہ تو نہ لے سکے لیکن آپ نے اپنا یہ شوق اپنی بچیوں کو اعلیٰ تعلیم دلوا کر پورا کیا۔

2002 میں ہڈیوں میں انتہائی تکلیف کے باوجود فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے گئے۔آپ خدا کے فضل سے موصی بھی تھے۔

پسماندگان میں دیگر عزیزوں کے علاوہ آپ کی اہلیہ محترمہ ساجدہ ریاض صاحبہ اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں جن کے نام یہ ہیں:

مکرمہ ڈاکٹر صالحہ احمد صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر شیخ اعجاز احمد صاحب، Houston
مکرمہ شاہدہ کریم صاحبہ اہلیہ کریم احمد چوہدری صاحب، Toranto
مکرمہ ڈاکٹر عاصمہ باجوہ صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر زرّار باجوہ صاحب، Pennsylvania
مکرمہ ڈاکٹر عائشہ چوہدری صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر رضوان چوہدری صاحب، New Jersey
مکرمہ رابعہ گھمن صاحبہ اہلیہ مبشر چوہدری صاحب، Dallas

محترمہ ساجدہ ریاض صاحبہ محترمہ قانتہ ظفر صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب امیر جماعت امریکہ کی ہمشیرہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحوم ریاض صاحب کے درجات بلند فرمائے۔ان سب سوگواران کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور ان کا حامی و ناصر ہو۔آمین